احوالِ ابدال

مصنفہ
مولینا محمد عبدالعزیز مزنگوی
قدس سرہ العزیز

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

رجال الغیب کے اسرار و رموز پر ایک مستند اور بے مثال کتاب

احوال ابدال

تالیف لطیف

حضرت مولانا ابو الرشید محمد عبد العزیز قدس سرہ العزیز

مقدمہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ ــــ گنج بخش روڈ ــــ لاہور

نام ——— احوال الابدال

مصنف ——— حضرت مولانا عبدالعزیز مزنگوی۔ لاہوری

مقدمہ ——— علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی ایم۔ اے

موضوع ——— حالات وکوائف رجال الغیب (ابدال اللہ)

طباعت ——— فوٹو آفسٹ نسخہ قدیم۔ مطبوعہ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ

طباعت ثانی ——— ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

طابع ——— معارف پریس لاہور

ناشر ——— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

قیمت ——— چھ روپے

مقدمہ

از قلم پیرزادہ علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی ایم۔اے

کائنات ارضی میں انسانی معاشرے کو ایک منظم، متمدن اور مربوط زندگی بسر کرانے کی کوششیں آغاز آفرینش سے ہی ہوتی رہی ہیں۔ اس معاشرے کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اس ضرورت کو زیادہ سے زیادہ محسوس کیا جانے لگا۔ چنانچہ نسل آدم میں جہاں ہمیں شہنشاہانِ عالم کی فتوحات ان کی حکمرانی کے ضوابط حصول جاہ و اقتدار کی کشمکش کے لاکھوں واقعات دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں ہم اس معاشرہ کی اصلاح و تنظیم میں ان صاحب اسرار ہستیوں کے اثرات و احوال کو نظر انداز نہیں کر سکتے جنھوں نے انسانی اذہان و قلوب کو منظم و مربوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان ہستیوں نے زندگی کے ہر دور میں انسانی اصلاح اور اخروی فلاح کے لیے کام کیا ہے اور وہ ٹھوس حقایق کو لے کر نہایت خاموشی سے کام کرتے گئے۔ ان کے ہاتھ تلوار کے قبضہ پر تو نہیں گئے۔ مگر دلوں کی فتوحات کرتے گئے۔ وہ علاقائی سرحدوں کی تقسیم میں تو ملوث نہیں ہوئے۔ مگر وہ روحانی اقدار کو منظم کرنے سے کبھی غافل نہیں رہے ان کے ہاتھ نسل آدم کے خون سے رنگین تو نہیں ہوئے۔ مگر دنیا کے شہنشاہوں کی اکڑی ہوئی گردنیں ان کی نگاہ کی تیغ بازی کے سامنے جھکتی گئیں۔ ے

قلندران کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند
زشاہاں تاج ستانند و خرقہ بر دوشند

ایک عرصہ سے ان خرقہ بردوش ہستیوں کے احوال و اسرار کی جستجو اہل ذوق کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ چنانچہ زیر نظر مفید کتاب احسن الاقوال۔ فی احوال الابدال میں ایسے ہی رجال میں سے آپ کو ابدال کے فضائل۔ ان کی حکمرانی کے مقامات۔ ان کے مقامات نیام۔ ان کی

تعداد ۔ ان کی خصوصیات ان کے کمالات پھر انسانی معاشرت پر ان کے اثرات کی تفصیل ملے گی ۔ اور آپ تمام کتابوں کے مطالعہ کے ماوریٰ اس کتاب میں ایک خاص قسم کی معلومات سے مستفید ہوں گے ۔

ظاہر بین نگاہ ان پراسرار ہستیوں کے کمالات و احوال کے ادراک سے ہمیشہ محروم رہی ہے، مگر اہل دل نے ان رجال اللہ کے فیضان سے نہ صرف فائدہ اٹھایا بلکہ دنیا کے بادشاہوں کی تمام فتوحات ان صاحب اسرار بزرگوں کی نگاہ کی حکمرانی کے سامنے ہیچ اور بے وقار دکھائی دیں ۔ انہوں نے ہمیشہ ان کی روحانی قوتوں کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے ؎

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے　　جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم انکی ٹھوکر سے صحرا و دریا　　پہاڑ ان کی ہیبت سے مانند رائی

صوفیاء کے ہاں ان افراد کی تنظیم اور روحانی سلطنتوں کے نظام کی ذمہ داری بھی ایسے ہی صاحبِ کمال حضرات ابدال پر عاید ہوتی ہے ۔ ہم اس نظام میں سے چند مناصب کا ذکر کرنا غیر موزوں محسوس نہیں کرتے اور محسوس کرتے ہیں کہ اس ابتدائی تعارف سے کتاب کے مضامین کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی ۔ سب سے پہلے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ابدالؔ (جن کی تفصیل زیر نظر کتاب میں ہے) کون حضرات ہیں ۔ ان کے حدود کار میں کون کون سے امور آتے ہیں ان کے فرائض کیا ہیں اور ان کا قیام کائنات ارضی کے کن کن مقامات پر ہوتا ہے ۔ یہ کن کن ہستیوں کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں ۔ ان کا تقرر ۔ تبدیلی با اختیارات کی حدود کیا کیا ہیں ۔

ابدال دراصل رجال اللہ میں سے ایک مخصوص مقام پر فائز ہوتے ہیں ۔ قرآن پاک نے ہمیں رجال اللہ (مردان خدا) کا ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے ۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ۔　　ترجمہ :۔ وہ مردان حق جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یاد خداوندی سے غافل نہیں کرتی ۔

ان کا وجود مسعود حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رہا ہے ۔ اور حضور کے عہدِ مبارک سے لے کر ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک رہے گا ۔

کائنات کے قیام اور نظام کا دارومدار ان ہی مردانِ خدا پر ہے۔ عبد و معبود کے درمیان کا رشتہ انہیں کی تعلیمات و ہدایات پر قائم ہے۔ امورِ تکوینی کے انصرام اور تصرفات کو نیبہ کی قدرت سے مشرف ہوتے ہیں ان کی برکات سے بارشیں برستی ہیں۔ نباتات پر سرسبزی آتی ہے کائنات ارضی پر مختلف قسم کے حیوانات کی زندگی انہی کی نگاہِ کرم کا مرہونِ منت ہے۔ شہری آبادیاں تقلب احوال وتحول اقبال، سلاطین کے عروج و زوال۔ انقلابات زمانہ اغنیاء و مساکین کے حالات میں ردوبدل۔ اصاغر و اکابر کی ترقی و تنزل جنود و عساکر کا اجتماع و انتشار بلاؤں اور وباؤں کا رفع و دفع ہونا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کروڑوں طاقتوں کا مظاہرہ انہیں کے اختیار میں ہے۔ آفتاب عالم تاب خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے تمام کائنات کو روشن رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے غیب الغیب سے ایک نور ان حضرات پر وارد کرتا ہے۔ جس سے وہ بنی آدم کے نظام کی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اولیاء ظاہرین اور اولیائے مستورین

اولیائے ظاہرین کے سپرد مخلوق خدا کی ہدایت۔ اصلاح ہوتی ہے۔ یہ لوگ مخلوق خدا کی ہدایت اور اصلاح کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں اور اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ دشوارترین حالات کے سامنے بھی اپنے کام میں مامور رہتے ہیں۔

اولیائے مستورین کے سپرد انصرام امورتکوینی ہوتا ہے۔ یہ اغیار کی نگاہوں (نگاہِ ظاہرین) سے مستور اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی صاحب خدمت ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے انصرامی امور کی سرانجام دہی کے سلسلہ میں اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں اصطلاح صوفیہ میں رجال الغیب اور مردانِ غیب کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی اتباع میں ان کے قدم بہ قدم چل کر عالم شہادت تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ اور مستوی الرحمٰن کا مقام پاتے ہیں۔ وہ نہ تو پہچانے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے وصف بیان کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ عام انسانی شکل میں رہتے ہیں۔ اور عام انسانوں میں صبح و شام مصروف کار رہتے ہیں۔ سہ

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
یہ بات کیا ہے؟ انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

ان میں سے ایسے حضرات بھی ہیں جو اپنے اپنے مقامات پر متعین ہیں۔ عالم احساس میں جس انسان کی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں لوگوں کو پردہ غیب سے چھپے کی خبریں دیتے ہیں۔ پوشیدہ امور سے بعض اوقات پردہ اٹھا دیتے ہیں اور پھر ان میں سے ایسے حضرات بھی ہیں جو تمام کائنات ارضی پر پھرتے ہیں۔ لوگوں سے اپنا تعارف کراتے ہیں اور پھر آناً فاناً غیب ہو جاتے ہیں۔ ان سے باتیں کرتے ہیں۔ انکی مشکلات کا حل بتاتے ہیں۔ ان کے مسائل کا جواب دیتے ہیں اور جنگلوں پہاڑوں صحراؤں اور سمندروں میں قیام کرتے ہیں۔ ایسے حضرات میں سے قوی تر حضرات شہروں میں بھی قیام کرتے ہیں۔ صفات بشری کے ساتھ صبح و شام بسر اوقات کرتے ہیں۔ آبادیوں میں اعلیٰ مکانات میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ احباب کی شادی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے معاملات میں شریک کرتے ہیں۔ بیمار پڑتے ہیں تو اپنے حلقۂ احباب سے عیادت کرواتے ہیں، علاج کرواتے ہیں اولاد و اسباب، احوال و املاک رکھتے ہیں۔ لوگوں کی دشمنیوں، بدگمانیوں، ایذارسانیوں، اور حسد و بغض کے اثرات برداشت کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کے حسن احوال اور کمالات باطنی کو اغیار کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ صاحبان نظر ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں صاحبان احوال ان کی زیارت کو آتے ہیں۔ انہی کی شان میں ارشاد ہوتا ہے اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ ط

مندرجہ بالا رجال اللہ (مردان خدا) کو بارہ اقسام میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) اقطاب (۲) غوث (۳) اماماں (۴) اوتاد

(۵) ابدال (۶) اخیار (۷) ابرار (۸) نقبا

(۹) نجبا (۱۰) عمد (۱۱) مکتومیان (۱۲) مفردان

اقطاب:۔ ہر زمانہ میں صرف ایک قطب ہوتا ہے۔ یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب الارشاد، قطب مدار قطب الاقطاب، قطب جہاں اور جہانگیر عالم، عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف

ہوتا ہے۔ اور سارا عالم اسی کے فیض برکت سے قائم ہوتا ہے۔ اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ قطب عالم براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام و فیض حاصل کرتا ہے اور ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے۔ بڑی عمر پاتا ہے۔ نور خاصہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہر سمت سے حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔ ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو مقرر کرنا، اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے۔ قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسم رحمٰن کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خاص تجلی الولایت ہیں۔ قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے۔ اور اس کا مقام ترقی پذیر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مقام قردانیت تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام محبوبیت ہے۔ رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبداللہ بھی ہے۔

اقطاب کی بے شمار قسمیں ہیں۔ یہ اقطاب تمام کے تمام قطب عالم کے ماتحت ہوتے ہیں قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ وغیرہ۔ بعض اوقات مختلف افراد کی تربیت کے لیے ایک ایک قطب کا تعین کیا جاتا ہے۔ قطب زہاد، قطب عباد، قطب عرفا، قطب متوکلان یہ اقطاب شہروں، قصبوں، گاؤں غرضیکہ جہاں جہاں انسانی معاشرہ ہے وہاں ایک قطب مقرر ہے جو اس کی محافظت اور اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ بستی مومنوں سے آباد ہو خواہ کافروں سے مگر قطب اپنے فرائض سرانجام دیتا رہتا ہے۔ مومنوں کی بستیوں میں اسم ہادی کی تجلی سے کام لیا جاتا ہے اور کافروں کی پرورش بانگرانی اسم مضل کے ماتحت ہوتی ہے۔

غوث :- بعض صوفیہ نے غوث اور قطب ایک ہی شخصیت کو قرار دیا ہے مگر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قطب الاقطاب اور غوث میں بڑا فرق ہے۔ بعض اوقات قطب اور غوث کے اوصاف ایک ہی شخصیت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ قطبیت کی وجہ سے قطب الاقطاب اور غوثیت کے اعتبار سے غوث العالم کہلاتا ہے۔

اماماں :- قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں جنہیں اماماں کہتے ہیں۔ ایک قطب کے

داہنے ہاتھ رہتا ہے جس کا نام عبدالملک ہے۔ اور دوسرا بائیں ہاتھ بیٹھتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالرب ہے۔ داہنے ہاتھ والا قطب مدار سے فیض پاتا ہے اور عالم علوی سے افاضہ کرتا ہے بائیں ہاتھ والا قطب مدار سے فیض حاصل کرتا ہے مگر عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے۔ صوفیہ کے نزدیک بائیں ہاتھ والے امام کا رتبہ دائیں ہاتھ والے امام سے بلند تر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب الاقطاب کی جگہ خالی ہوتی ہے تو بائیں ہاتھ والا ترقی پاتا ہے۔ اور اس کی جگہ دائیں ہاتھ والا مقرر ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم کون و فساد میں انتظام کرنا اور امن برقرار رکھنا زیادہ مشکل ہے۔ اس عالم میں معاشرہ اپنی خواہشات غیض و غضب اور فساد و شر کی وجہ سے سخت انصرام و انتظام کی ضرورت کا تقاضا کرتا ہے اس لیے یہ وزیر زیادہ مستعد، تجربہ کار اور مضبوط رکھا جاتا ہے۔ اس کی نسبت عالم علوی کے احوال زیادہ اصلاح یافتہ ہیں جہاں مشکلات کا سامنا کم ہوتا ہے۔

اوتاد :- دنیا میں چار اوتاد ہوتے ہیں۔ یہ عالم کے چاروں آفاق (گوشوں) پر متعین ہیں۔ مغربی افق والے اوتاد کا نام عبدالودود۔ مشرقی افق والے کا نام عبدالرحمٰن۔ جنوبی والے کا نام عبدالرحیم اور شمالی والے کا نام عبدالقدوس ہوتا ہے۔ قیام عالم میں یہ اوتاد میخوں کا کام دیتا ہے اور پہاڑوں کی طرح زمین پر امن برقرار رکھنے کا کام دیتے ہیں۔

الم نجعل الارض مھاداً ۔ والجبال اوتاداً

کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو اوتاد نہیں بنایا؟

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں صوفیا کرام نے اوتاد حضرات کے مقامات۔ فرائض۔ مراتب اور قیام امن میں ان کے کردار کو تفصیلی طور پر بیان فرمایا ہے۔

ابدال :- (ہمارا موضوع کتاب) انہیں بُدَلاَ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا میں بیک وقت سات ہوتے ہیں اور سات اقالیم پر متعین ہوتے ہیں یہ سات انبیاء کے مشرب پر کام کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کی روحانی امداد کرتے ہیں۔ اور عاجزوں اور بے کسوں کی فریاد رسی پر مامور ہیں۔

۱ - ابدال اقلیم اوّل —— برقلب ابراہیم علیہ السلام —— نام —— عبدالحی

۲ - ابدال اقلیم دوم —— برقلب موسیٰ علیہ السلام —— نام —— عبدالعلیم

۳ - ابدال اقلیم سوم —— برقلب ہارون علیہ السلام —— نام —— عبدالمرید

۴ - ابدال اقلیم چہارم ــــ برقلب ادریس علیہ السلام ــــ نام ــــ عبدالقادر
۵ - ابدال اقلیم پنجم ــــ برقلب یوسف علیہ السلام ــــ نام ــــ عبدالقاہر
۶ - ابدال اقلیم ششم ــــ برقلب عیسیٰ علیہ السلام ــــ نام ــــ عبدالسمیع
۷ - ابدال اقلیم ہفتم ــــ برقلب آدم علیہ السلام ــــ نام ــــ عبدالبصیر

مندرجہ بالا سات ابدالوں میں سے عبدالقادر اور عبدالقاہر کو ان مقامات پہ ممالک اور اقوام پر مسلط کیا جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہونا ہوتا ہے۔ یہ مقہوری بنتے ہیں۔ ان سات ابدالوں کو قطب اقلیم بھی کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا ابدال کے علاوہ پانچ ابدال اور بھی ہوتے ہیں جو یمن میں رہتے ہیں اور پورے شام پر ان کی حکومت ہوتی ہے۔ یہ قطب ولایت کہلاتے ہیں۔ قطب عالم کا فیض قطب اقالیم پر اور قطب اقالیم کا فیض قطب ولایت پر اور قطب ولایت کا فیض تمام اولیا سے جہاں پر وارد ہوتا رہتا ہے

علاوہ ازیں ۳۵۰ ابدال اور بھی ہوتے ہیں جن میں سے تین سو (۳۰۰) قلب آدم علیہ السلام پر ہیں۔ میر سید محمد جعفر مکی نے چار سو چار (۴۰۴) ابدال کی تعداد بتائی ہے جو مختلف انبیاء علیہم السلام کے مشرب پر ہوتے ہیں۔ اور مختلف خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

مفردان: افراد کو کہتے ہیں جو قطب عالم ترقی کرتا ہے وہ فرد ہو جاتا ہے۔ مقام فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ تصرف اور تحقق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار تو علی الدوام تجلی صفات میں رہتا ہے۔ مگر فرد تجلی ذات میں ہوتا ہے۔ قطب مدار خاص ہے۔ فرد اخص ہے۔ فردانیت مقام انبساط و محبت ہے۔ یہاں پہنچ کر مراد باقی نہیں رہتی۔ بعض اولیاء کو تجلی افعالی ہوتی ہے۔ بعض کو تجلی اسمائی۔ بعض کو تجلی آثاری۔ بعض مقام صحو میں ہوتے ہیں۔ بعض مقام سکر میں۔ بعض بیک وقت دونوں مقامات پر۔ مقامات اولیاء اللہ خارج از حد و حصر ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت تمام مقامات سے برتر ہوتے ہیں۔ تنزل کی ایک حد ہے مگر عروج و ترقی حدود و انتہا سے مبرا ہے۔ افراد ترقی کر کے جب فردانیت میں کامل ہو جاتے ہیں تو ان کا رتبہ محبوبیت آ جاتا ہے۔ پھر محبوبیت بھی مقبولان بارگاہ میں خاص امتیاز ذات کے

ہوتی ہے۔ حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہما اسی مقام محبوبیت کے مالک تھے۔ بحر المعانی میں لکھا ہے۔

"روزے ایں فقیر درکشتی دریائے نیل مصر با حضرت خضر علیہ السلام مصاحب بود۔ سخن درمیان شاہدان لایزالی می رفت۔ خضر علیہ السلام می فرمود کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ نظام الدین بدایوانی در مقام معشوقی بودند کہ امثال ایشان دیگرے نہ رسید"۔

اخیار :۔ ابدال میں سے چالیس اخیار کہلاتے ہیں۔

نقباء :۔ یہ تین سو ہیں۔ سب کا نام علی ہے۔

نجباء :۔ یہ تعداد میں ستر ہیں۔ نام حسن اور مصر میں رہتے ہیں۔

عمد :۔ چار ہیں۔ محمد ان کا نام ہے۔ زمین کے مختلف زاویوں میں کام کرتے ہیں۔

مکتوبان :۔ یہ حضرات چار ہزار کی تعداد میں ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں ملتے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے۔ ان پر اپنا حال آشکار نہیں ہوتا۔ ایسے لباس میں ہوتے ہیں کہ اغیار پہچاننے سے عاجز ہوتے ہیں۔ یہ اپنے مقام سے خود ناآشنا یا یوں کہیئے حالت اخفا میں ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا تشریحات کے علاوہ ان رجال اللہ (مردان خدا) میں سے بہت سے اور اقسام ایسے ہیں جو کائنات کے انتظامات و انصرامات میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ بھی رجال الغیب کی صفت میں آتے ہیں مگر ان کے صحیح مقامات سے اہل خرد پوری طرح آگاہ و آشنا نہیں اور نہ ہی ان کے احوال و مقامات کا ادراک ان کی عقلی دھنوں میں سما سکتا ہے۔ یہ حضرات اپنے فرائض میں اس قدر مستعد اور مربوط ہوتے ہیں کہ ہم ظاہر بیں اندازہ نہیں کر سکتے۔ زیر نظر کتاب ایسے ہی بزرگان حق پر روشنی ڈالتی ہے۔

مندرجہ بالا صفحات میں ہم اپنے قارئین کو ان رجال اللہ یا مردان غیب سے آشنا کرنے کیلئے ایک بقیر سی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں ان حضرات کا مختصر ذکر بھی دور از موضوع نہ ہوگا۔ جو ہمارے ظاہری احوال و معاملات کی روحانی اصلاح اور نگرانی فرماتے ہیں۔ ان میں علماء۔ مشائخ، صوفیہ، صلحا، اتقیا، اور مجدد شامل ہیں۔ علماء و مشائخ کے ہزاروں مقامات و مراتب ہیں۔

وہ معاشرہ انسانی کی اصلاح ظاہر و باطن کے لیے مختلف انداز رشد و ہدایت پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور ان کے اثرات خصوصیت کے ساتھ مسلم معاشرے پر نمایاں ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کی اصلاحی کوششیں غیر مسلم پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ مگر تاریخ عالم نے عالم اسلام کے اذہان و فکر میں جن انقلابات کی نشاندہی کی ہے۔ وہ ان علماء و مشائخ کی شبانہ روز کوششوں کے مرہون منت تھے ان میں صوفیہ خاص طور پر روحانی اور قلبی اصلاح میں مصروف رہے۔ اور ان کی اس کوشش نے اسلامی معاشرے کی اخلاقی نشوونما میں بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے احکام الٰہیہ اور مقام مصطفیٰ کی عظمت کو لوگوں کے دلوں میں نقش کرنے میں بڑا کام کیا۔ انہوں نے مردہ دلوں کو حیات تازہ بخش اور مردہ نعشوں کو ونفخت فیہ من روحی کے پیغام سے زندہ کر دیا یہ لوگ برملا کہتے ہیں۔

ما جام جہاں نمائے ذاتیم	ما مظہر جملۂ صفاتیم
ما نسخۂ نامۂ الہیم	ما گنج طلسم کائناتیم
ہم صورت واجب الوجودیم	ہم معنی جان ممکناتیم
برتر ز مکاں و در مکانیم	بیرون ز جہات و در جہاتیم
ہر چند کہ مجمل دو کونیم	تفصیل جمیع مجملاتیم (مغربی)

صوفیا میں سے صوفی، متصوف اور مستصوف کی اصطلاحات اہل علم پر کسی تفصیلی وضاحت کی محتاج نہیں ہیں۔ البتہ ان حضرات میں سے ملامتیہ، قلندر اور مجذوب کسی قدر وضاحت طلب ہیں۔ جسے ہم اختصار سے بیان کرتے ہیں۔

ملامتیہ ارصوفیہ کی وہ جماعت ہے جو ریا سے بچتی ہے اور اخلاص میں بے حد کوشش کرتی ہے، وہ اپنے کمالات باطنی کو ظاہری شکستہ حالی کے پردے میں پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ ظواہر بین حضرات ان پر اپنی عقل کے ماتحت غلط رائیں قائم کرتے ہیں اور سنگین الزامات کی بناء پر فتاوی صادر فرماتے ہیں مگر ان حضرات ملامتیہ نے نہ تو اپنے حالات پر نظر ثانی کرنے کو در خور اعتنا سمجھا اور نہ اپنے معاندین کے فیصلوں کو اہمیت دی۔ وہ دار و رسن کو مقام عظمت جان کر قبول کرتے گئے۔ وہ لوگوں کی ملامت کو حرز جاں بناتے اور کہتے رہے۔

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم ‏ ‏ مگر نازم باین ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم
خوشا رندی کہ پامالش کنند صد پارسائی را ‏ ‏ زہے تقوی کہ من با جبہ و دستار می رقصم
تو ہر دم می سرائی نغمہ و بربادمی رقصم ‏ ‏ بہر طرزے کہ می رقصانیم اے یار می رقصم
منم عثمان ہارونی کہ یار شیخ یار منصورم ‏ ‏ ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم

قلندر :۔ صوفیہ کے ہاں قلندر کا مقام بہت بلند مانا گیا ہے ۔ یہ لفظ سریانی زبان میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ حالات و مقامات اور کرامات سے تجاوز کر نا چلا جاتا ہے ۔ عالم سے مجرد ہو کر اپنے آپ کو گم کر دیتا ہے ۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی رائے میں "جب صوفی منتہی اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔"

زمین و آسمان ہر دو نشر لبقند ‏ ‏ قلندر را دریں ہر دو مکاں نیست
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ ‏ ‏ وگرنہ یار من از کس نہاں نیست

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے والے بعض اوقات دم بخود رہ جاتے ہیں ۔ ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر ‏ ‏ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

دنیا کے گرد و غبار میں اٹے ہوئے یہ لوگ جب علامہ اقبال کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو ؎

قلندران کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند
ز شاہان تاج ستانید و خرقہ بردوشند

نظر آتے ہیں ۔ شیخ الاسلام الناصفی الجامی نے کیا خوب کہا ہے ۔ ؎

قلندر پرتو نور الہی ست ‏ ‏ قلندر مطلع انوار شاہی ست
قلندر را مقام کبریائی ست ‏ ‏ قلندر در بحر آشنائی ست
قلندر موج بحر لایزالی ست ‏ ‏ قلندر نور شمع ذوالجلالی ست
قلندر ذرہ صحرائے عشق ست ‏ ‏ قلندر قطرہ دریائے عشق است

قلندر کے مقام کو متعین کرنے کے لیے عارفان حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کیے ۔ کتابیں لکھیں ، مقالمات سپرد قلم کیے اور صاف لکھے ۔ مگر حقیقت یہ ہے ، یہ لا الہ کے دو حرفوں کا مالک لغت ہائے حجازی کے قارونی خزانے کے نگرانوں کے الفاظ میں نہ سما سکا ۔

شاہ بو علی قلندرؒ نے کس قدر قلندرانہ بات کہی ہے۔

گر بو علی نوائے قلندر نواختے

صوفی بدے ہر آنکہ بعالم قلندر است

یہ شخصیت نہ عبارات میں سما سکتی ہے نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے۔ نہ معانی و بیاں کے پیمانے میں ناپا جا سکتا ہے۔

قلندر کے بیائد در عبارت

قلندر کے بگنجد در اشارت

حقیقت یہ ہے قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کے حدود و قیود کو توڑ کر آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ کوچہ محبوب میں پہنچنے کے لیے دیر و حرم سے بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجرد شد از دین و دنیا قلندر

کہ راہِ حقیقت ازیں ہر دو برتر

مجذوب :- صوفیا میں مجذوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔ ملامتیہ ریا کاری سے بچنے کے لیے "سنگ باری طفلاں زمانہ" کے مقام پر آ کھڑا ہوتا ہے۔ قلندر علم و خرد کی قائم کردہ حدود کو توڑ کر دور اوپر نکل جاتا ہے۔ اور ان سرحدوں سے گزرتا ہوا کنتا ہے۔

آنجا رسیدہ ایم کہ عنقا نمی رسید

عنقا بیچارہ تو پھر اپنی رسائی کے لیے پر تولتا ہے۔ پرواز کی فضاؤں اور خلاؤں میں تیرتا ہے۔ مگر قلندر کی پرواز تو ملکوت و ناسوت کی پہنائیوں کو خاطر میں نہ لاتی ہوئی کہتی ہے۔

ہزار بار مرا نوریاں کمیں کردند

مگر مجذوب کا معاملہ ان دونوں مقامات سے دگرگوں ہے۔ ان بیگانے درخور محفل نہیں سمجھتے۔ اور اپنے خاطر میں نہیں لاتے وہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لیے طریق سبر کشتی بیانی چلتا ہے۔ طریق استدلال سے بالکل نا آشنا ہے۔ اس راستے پر چلنے والا سالک بعض اوقات یاد باری تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم و مافیہا کے تمام خیالات محو ہو جاتے ہیں۔ منجانب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعث ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت کو ستائی متبدی

کہتے ہیں۔ جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے۔ اس حالت کے صوفی کو سالک مجذوب کہتے ہیں۔ صوفی پر مختلف مقامات آتے رہتے ہیں۔ تجلیات وارد ہوتی رہتی ہیں۔ وہ صفائی متوسط کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ جاکر مجذوب کامل بنتا ہے۔ یہ مجذوب واصل ہوکر ہوکر مقام تعین پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام صفائی منتہی ہے۔ اور اس رتبہ پر فائز صوفی کو مجذوب سالک کہا جاتا ہے۔

صوفیاء اسلام کے مجذوبین کے ایک خاصی تعداد ایسی ہے جسے تاریخ اور سیر نے اپنے دامن میں جگہ دی ہے۔ مجذوبین کا یہ طبقہ اصلاح عالم کے کسی مقام پر متعین نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں جذب حقیقی سے انکی فرصت ہے۔ کہ خلق کی اصلاح کا کام اپنے ذمہ لیں بایں ہمہ بعض حضرات کے معاملات ان مجاذیب کے گوشہ ابرو کی جنبش سے وارث ہوئے ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب میں مصنف العلام حضرت مولانا عبدالعزیز منگوی قدس سرہ نے بڑی محنت شاقہ سے ان احادیث کو بیان فرمایا ہے جن میں ابدال کے احوال ومقامات کی نشان دہی ہوتی ہے۔ چونکہ فاضل علام خود عالم علوم ظاہری اور واقف رموز باطنی تھے۔ انہوں نے احادیث کے راویان کرام کے حالات وکوائف کو بھی بیان کر دیا۔ تاکہ اہل علم اپنے ذوق کے مطابق حصہ لے سکیں۔

دور حاضر میں مادیت نے انسانی ضمیر کو زنگ آلود کر دیا ہے۔ انسان اپنی ظاہری زندگی کی آسانیوں کے حصول کے دیوانہ وار تگ ودو میں مصروف ہوگیا ہے۔ اہل اللہ کی مجالس سے محروم ہوگیا۔ علماء حق کی صحبت سے دور چلا گیا۔ رشد وہدایت کے چشموں سے اسے ایک قطرہ آب میسر نہیں۔ یاد الٰہی کی راحتوں سے یکسر بے بہرہ ہوگیا۔ اسے کثرت مال کی فکر نے تکاثر کی دوڑ دھوپ میں سرگرداں کر دیا۔ اندریں حالات مؤلف گرامی کی کوشش کو از سر نو طبع کرانا اور قارئین کے مطالعہ کے لیے عام کرنے کی کوشش مکتبہ نبویہ۔ لاہور نے اپنے ذمہ لی ہے۔ الحمدللہ انہوں نے اس اہم کام کو سرانجام دے کر اہل دل اور اہل ذوق کو مختصر مگر موضوع کے اعتبار سے بڑی اہم کتاب شائع کی جس کے لیے وہ مبارک کے مستحق ہیں۔

راقم الحروف نے جن حضرات رجال اللہ (مردان غیب) کے احوال و مقامات پر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے وہ استفادہ ہے۔ "سرّ دلبراں" مصنفہ سیّد محمد ذوقی رحؒ کے صفحات سے۔ حقیقت یہ ہے کہ سرّ دلبراں احوال و اصطلاحات صوفیہ کی معرفت کے لیے ایک عمدہ کتاب ہے ۔

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

طالب دعا

اقبال احمد فاروقی۔ ایم۔ اے
۲۱ اپریل ۱۹۷۶ء

۱۸۱ ریواز گارڈن۔ لاہور

فہرست مضامین احسن الاقوال فی فضائل الابدال مترجم ومحشی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پہلا باب۔ ابدال کے فضائل میں

(**حدیث اوّل**) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَرَوَاهُ الْحَكِيْمُ بِلِاخْتِلَافٍ يَّسِيْرٍ (نوادر صفحہ ۹، مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۳ھ تصنیف حکیم ترمذی)

عبادہؓ بن صامت انصاری خزرجی مدنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپکی کنیت ابوالولید ہے آپ حضور کے نقبات تھے اور عقبہ اولی وثانیہ وثالثہ اور جنگ بدر وغیرہ میں حاضر تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو ملک شام میں قاضی اور معلم بنا کر بھیجا اور حمص میں قیام فرمایا پھر وہاں سے فلسطین میں اور وہیں رملہ[2] یا بیت المقدس میں ۳۴ھ بہتر سال کی عمر میں انتقال فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں جامعین قرآن کی شمولیت کا فخر بھی آپ کو حاصل تھا آپ سے ایک سو اسی حدیثیں مروی ہیں چھ پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے اور دو امام بخاری اور دو مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے الگ الگ بیان فرمائی ہیں اور باقی دوسری کتب حدیث میں (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۱۲ مجتبائی) آپ کا طول دس بالشت تھا۔ کما قال سعید بن عُفیر۔ (کذا فی التقریب)

ابدال۔ اولیاء اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کے وجود سے زمین کو قائم رکھا ہے اور وہ ستر آدمی ہیں چالیس ملک شام میں اور تیس دوسری جگہوں میں ان میں سے جب کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو اُس کی جگہ دوسرا قائم کر دیا جاتا ہے۔ (منتہی الارب)

طبرانی کی کنیت ابوالقاسم اور نام سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر لخمی طبرانی ہے جو ملک شام کے شہر عکا میں ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۳ھ میں طلب علم شروع کی اور اکثر شہروں حرمین شریفین یمن مصر بغداد، کوفہ، بصرہ، اصفہان، جزیرہ وغیرہ میں پھرے آپ کے والد ماجد نے علم حدیث کے حاصل کرنے کی حرص اور تاکید فرمائی اور ان کو شہر بشہر لیکر پھرے اور اساتذہ کی خدمت میں پہنچایا آپ کی تصانیف بہت ہیں مثلاً معجم[1] کبیر۔ معجم[2] اوسط۔ معجم[3] صغیر۔ کتاب[4] الدعاء۔ کتاب[5] المسالک۔ کتاب[6] عشرہ۔ کتاب[7] النوادر۔ کتاب[8] دلائل النبوۃ۔ اور ایک تفسیر کلاں تر اور بہت سی کتابیں جو بالکل نایاب ہیں آپ نے علم حدیث کے حاصل

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ عبادہ بضم عین وتخفیف موحدہ طویل جسیم جمیل بود ۱۲ منہ۔ [2] رملہ شام میں ایک مشہور شہر ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

کرنے میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی، حتیٰ کہ تیس ۳۰ سال تک بوریے پر لیٹتے رہے اور راحت اور آرام اپنے لئے گوارا نہ کیا، آپ بوجہ وسعت علمی اور کثرت روایت کے ممتاز زمانہ تھے، **ابو العباس** احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں نے طبرانی سے تین لاکھ حدیث لکھی ہیں، آپ کو آخر عمر میں زنادقہ (یعنے اسماعیلیہ کے فرقہ قرامطہ سے کہ اس زمانہ میں اہل سنت کے دشمن تھے اور آپ انکار احادیث سے کیا کرتے تھے) نے جادو کیا جس سے آپ کی ظاہری بینائی زائل ہوگئی اور ۲۸ ذیقعدہ ۳۶۰ھ کو سو سال دس ماہ کی عمر میں انتقال فرمایا، اور حافظ ابونعیم اصبہانی مصنف حلیۃ الاولیاء نے نماز جنازہ پڑھائی (بستان المحدثین مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۱۵ تا ۵۴ ملخصاً)

ترجمہ حدیث اوّل - عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال میری اُمت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اُترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے (کبیر میں سند صحیح سے) الامن والعلی صفحہ ۲۲) اور روایت کیا اس کو حکیم نے تھوڑے سے اختلاف سے **ف ۱** اولیاء کرام بے شمار ہیں اُن کے شمار و تعداد کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے یا جو اُس کے مقرب و محب ہیں، جن کی شان میں کہا گیا ہے ؏

خاصانِ خدا، خدا نباشند ... لیکن ز خدا جدا نباشند

اس پر کلام خدا مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ شاہد و ناطق ہے، اولیائے کرام بندوں کی مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اُن کے کرامات برحق ہیں جو اُن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں بعض کرامات کا ذکر کلام الٰہی میں بھی آیا ہے، مثلاً مریم علیہا السلام کے پاس بے بہار کے پھل میوے حجرے میں دیکھ کر زکریا علیہ السلام کا آپ سے دریافت کرنا يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کے وقت کھجور کے خشک درخت کا سرسبز ہونا، اور اس میں کھجوروں کا لگنا اور خدا تعالیٰ کا فرمان وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا یعنے کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی (کنزالایمان) حالانکہ وُہ موسم کھجور کا نہ تھا اسی طرح خضر علیہ السلام سے کرامات عجیبہ کا ظہور، اور آصف بن برخیا کا سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس شہزادی کا مقفل و مُقفّل مزین تخت دور دراز سے ایک دم میں لا کر حاضر کر دینا وغیرہ وغیرہ (تفسیر مظہری و روح البیان وغیرہ)

ف ۲ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اولیائے کرام دافع البلاء بھی ہیں، اور خدا کے حکم سے وہ مدد بھی کرتے ہیں ان کا مدد کرنا گویا خدا تعالیٰ کا ہی مدد فرمانا ہے، خدا تعالیٰ حقیقی مددگار ہے

اوراس کے مظہر عون اولیائے کرام وغیرہ ہیں یہ مدد بغیر اللہ تعالیٰ نہیں ہے ان سے استمداد غیر اللہ نہیں ہاں یہ وسیلہ امداد الٰہی ہیں۔ اگر کوئی شخص ہو مدد زمانہ یہ کہے کہ تم بحکم اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اللہ سے ہی مدد مانگو۔ ؎

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے ... جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

تو اس کا جواب یہ ہے۔ ع

توسل کر نہیں سکتے خدا سے ... اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

مظہر اوصاف حق ہیں اولیاء * ان کی ہے امداد امداد خدا

اللہ نعالیٰ سب اہل اسلام کو اولیاء کرام کی محبت عطا فرمائے جو ذریعہ نجات ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی کا حشر اسی شخص کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کی محبت ہو اور یہ ایسی محبت ہے جو قیامت کو بھی قائم رہے گی۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۔

حدیث (۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ كُلِّ قَرْنٍ مِنْ اُمَّتِيْ سَابِقُوْنَ وَهُمُ الْبُدَلَاءُ الصِّدِّيْقُوْنَ بِهِمْ يُسْقَوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ۔

محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ آپ امام صدوق مشہور صاحب صلاح وتقویٰ اور اہل فتویٰ ہیں آپ کا حلقہ درس مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ تشریفا وتکریما میں اشبہ باہل العلم آپ ہی تھے آپ کے سوا اور کوئی نہ تھا اور آپ علماء میں مثل ایک یاقوت کے تھے، عباس بن نصر بغدادی صفوان بن عیسیٰ سے راوی ہیں کہ آپ ماں کے بطن میں تین سال رہے، والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد پیٹ شق ہو جانے سے آپ دنیا میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کے دانت اُگے ہوئے تھے آپ نے ۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا، امام مسلم نے اپنی کتاب میں ان سے تیرہ ۱۳ حدیثیں روایت کی ہیں، اگرچہ بعض متاخرین نے آپ کے حافظہ میں کلام کی ہے، مگر آپ بڑے ذکی تھے ایک دفعہ آپ۔۔ محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلہ کو نکلے، مدینہ منورہ کے والی جعفر بن سلیمان ہاشمی نے چاہا کہ ان کو کوڑے مارے یا ان کا ہاتھ کاٹ ڈالے آپ نے کہا کہ اے بادشاہ خدا تمہارا بھلا کرے، اگر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایسا کریں، تو کیا آپ اُن کو مارینگے، جواب دیا نہیں کہا گیا، کہ ابن عجلان مدینہ منورہ میں ایسے ہی ہیں جیسے حسن رضی اللہ عنہ بصرہ میں، تب بادشاہ نے آپ کو معاف کر دیا۔ آپ کے والد عجلان فاطمہ بنت ولید کے غلام تھے۔ (میزان الاعتدال جلد سوم صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ مصر)

قرن ۔ چالیس سال یا دس یا بیس یا تیس یا پچاس یا ساٹھ یا ستر یا اسّی یا ایک سو بیس سال کو کہتے ہیں (صحیح الاقوال صد سال ہے، اس کی صحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قول مبارک سے ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ حدیث ہے، اِنَّہٗ مَسَحَ عَلٰی رَاْسِ غُلَامٍ وَقَالَ عِشْ قَرْنًا فَعَاشَ مِائَۃَ سَنَۃٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک لڑکے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیر کر فرمایا کہ ایک قرن زندہ رہ تو وہ سو سال تک زندہ رہا (نہایہ جزری صفحہ ۲۷۸ ومنتہی الارب جلد سوم صفحہ ۴۸۲)
نیز قرن حیوان کی شاخ، سینگ گیسو، مدت دراز کو بھی کہتے ہیں میقاتِ حج کا نام بھی ہے اور یمن میں ایک قبیلہ کا نام بھی، جس سے حضرت اویس قرنی باطنی بار بارگاہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں (لغات فیروزی) (تفصیل قرن در باب مناقب صحابہ کردہ واشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سیف المقلدین صفحہ ۲۸)
اور ایک شے عورت کی شرمگاہ میں پیدا ہو جاتی ہے، جو مانع جماع ہوتی ہے، اور اس سے آلہ تناسل کو ایسے ہی ایذا ہوتی ہے، جیسے سینگ سے، ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چار عورتوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور اگر لونڈیاں ہوں تو بیع درست نہیں پاگل، کوڑھی، برص، سفید داغ والی، مذکورہ عیب والی عورت سے ۔ یہ مرض عورتوں کے علاوہ اونٹنی کے پیشاب گاہ میں کبھی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے مردوں کے خصیوں میں کبھی نفخ اور ورم پیدا ہو جاتا ہے، عورتوں میں یہ مرض بڑا عیب ہے، اس قسم کا ایک جھگڑا ایک لونڈی کے متعلق قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لایا گیا، تو آپ نے فیصلہ میں فرمایا، کہ اس کو بٹھاؤ، اگر وہ سینگ سا زمین کو لگ جائے تو عیب ہے ورنہ بے عیب ہے ۔ (مفردات راغب اصفہانی نہایہ وغیرہ)

ذوالقرنین اسکندر کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ مشرق سے مغرب تک گیا یا اس کے سر پر دو گیسو، یا دو سینگ تھے، اس لئے اس نے پہلے پہل پگڑی باندھنا ایجاد کیا (کما فی بدائع الزہور فی وقائع الدہور) مطولات میں سات وجوہ اور بھی لکھی ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی لقب ہے، کیونکہ آپ نے سکندر کا قصہ لوگوں کو سنایا، اور فرمایا، اگر تم میں بھی اس کی مثل موجود ہے، کیونکہ آپ کے سر مبارک میں دو ضرب لگیں ایک جنگ احزاب میں دوسری ابن ملجم کے ہاتھوں سے یا دو قرن سے مراد امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں (زیادہ تفصیل مطولات میں ہے)

الحکیم سے مراد ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین بن بشر المؤذن ہیں اور آپ کا لقب حکیم ترمذی ہے یہ ابو عیسےٰ ترمذی نہیں ہیں، بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے، وہ ان دونوں میں تمیز نہیں کرتے، ابو عیسےٰ کی تصنیف ترمذی شریف صحاح ستہ میں شامل ہے، یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے آپ مشائخ خراساں کے رئیس

و سردار ہیں اور اپنے باپ علی بن حسین اور قتیبہ بن سعید بلخی اور صالح بن عبداللہ ترمذی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے علمائے نیشاپور اور قاضی یحییٰ بن منصور راوی ہیں، جب نیشاپور میں آئے ۲۸۵ھ میں ترمذ کے لوگوں نے آپ کو وہاں سے نکال دیا، اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ نے کتاب ختم الولایۃ اور کتاب علل الشریعۃ تصنیف کیں اور یہ دونوں نسخے ظاہربین لوگوں نے دیکھ کر نتیجہ نکالا کہ ان کا مذہب ہے کہ بعض اولیار انبیار و شہدا سے افضل ہیں، چنانچہ ان کا احتجاج بھی یہی شہادت دیتا ہے اس وحشتناک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے آپ کو ترمذ سے نکال دیا اور وہاں سے بلخ پہنچے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے آپ کو قبول کرلیا، اور آپ نے وہاں ان کے سامنے اس عقیدہ کے متعلق معذرت چاہی کہ ہرگز میرا یہ عقیدہ نہیں کہ اولیار کو انبیار پر فضیلت ہے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کوئی حرف (تصنیف) تفکر و تدبر اور تامل سے نہیں لکھا، اور نہ میری یہ غرض ہے کہ ان کو کوئی شخص میری طرف نسبت کرے بلکہ جس وقت میرا دل تنگ و پریشان ہوتا، تو اس کے بہلانے اور آرام کے واسطے میں تصنیف شروع کردیتا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی اکثر تصانیف از قبیل مسودات ہیں آپ کو نظر ثانی کا موقعہ نہیں ملا، ایک روز آپ سے صفت خلق سے سوال ہوا، تو فرمایا کہ ضعف ظاہری اور دعوی عریضہ ہے، آپ کے لطایف سے ہے، کہ پانچ آدمیوں کے لئے پانچ جگہ بہتر ہیں، لڑکوں کے لئے مکتب، رہزنوں کیلئے قیدخانہ، عورتوں کیلئے گھر، جوان کیلئے مکان طلب علم، بوڑھوں کیلئے مسجد، آپ نبی سال زندہ رہے آپ کی مشہور تصانیف سے مذکورہ دو کتابوں کے علاوہ شرح الصلوٰۃ و کتاب المناہی اور غور الامور اور عرس الموحدین اور کتاب الفروق بے نظیر کتب ہیں، نیز نوادر بھی آپ کی بے مثل تصنیف ہے، **نوادر** سے مراد نوادر الوصول فی معرفۃ اخبار الرسول الملقب بسلوۃ العارفین و بستان الموحدین ہے یہ کتاب نایاب و کمیاب ہے الحمدللہ کہ اسی تحریر کے سلسلہ میں اس کتاب کی بھی زیارت نصیب ہوئی جو ایک بزرگ[1] کے وسیلے سے مکہ معظمہ زادہا اللہ تشریفاً و تکریماً سے لاہور لائی گئی۔ (بستان المحدثین۔ طبقات کبیر عبدالوہاب شعرانی و مرقاۃ الوصول حواشی نوادر، کشف الظنون)

ترجمہ حدیث (۲) روایت ہے محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ سے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ہر قرن میں میری امت سے سابق (نیک کاموں میں سبقت کرنے والے) لوگ ہیں وہی صدیق (بڑے راستباز) ہیں، انکے ذریعے سے پانی برسایا جاتا ہے، اور انکے طفیل روزی

[1] ان سے مراد مولٰنا مولوی دیدار علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور ہیں کہ جنہوں نے ازراہ عنایت مجھے یہ کتاب عاریۃً عنایت فرمائی، اور بتایا، کہ یہ کتاب مجھے مکہ مکرمہ سے عطا ہوئی، آپ کا انتقال ۳ رجب ۱۳۵۴ھ بروز سہ شنبہ کو ہوا، آپ کا جنازہ متصل مزار شاہ محمد غوث تقریباً پچاس ساٹھ ہزار نفوس نے اتفاق و مخالف نے ادا کیا اور اندرون دہلی دروازہ لاہور قریب صحن مسجد محلہ چنگڑاں میں آرام فرما ہیں، تاریخ وفات "دیدار علی یافتہ دیدار علی را" سے ۱۳۵۴ھ

دی جاتی ہے اور اُنکی برکت سے زمین والوں سے بلا دفع کی جاتی ہے۔

ف۔ سبحان اللہ اولیائے کرام کی کیا شان ہے کہ ان کی برکت سے بلائیں دفع ہوتی ہیں رزق وروزی نازل ہوتی ہے، بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے، یہ غلامان غلام سرور کائنات مفخر موجودات علیہ افضل الصلوٰت والتحیات کا درجہ ہے، جو انکو اتباع سنت سے حاصل ہو رہا ہے اور تا قیام قیامت یہ سلسلہ سراجاً منیرا سے منور اور روشن ہوتا رہیگا یہ قدرت الٰہی اور منتظم حقیقی کا انتظام ہے کوئی دشمن خدا و محبوبان خدا خوش ہو یا ناراض زندہ رہے یا مرے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ * (اَوْ مُشْرِکُوْنَ)۔ وہ پھونکوں سے نور خدا کو ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اس کو پورا تمام کرنے والا ہے۔ ع

چراغے را کہ ایزد بر افروزد　　ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

حدیث (۳) عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ كَانُوْا اَوْتَادَ الْاَرْضِ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُمْ قَوْمًا مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ۔

مکحول بن عبداللہ تابعی ہیں، انکی کنیت ابو عبداللہ ہے، شام کے رہنے والے تھے، قبیلہ قیس کی ایک عورت کے غلام تھے، بعض نے کہا ہے، بنی لیث کے غلام تھے، آپ امام اوزاعی کے اُستاد تھے، زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علما چار ہی ہیں، ابن المسیب مدینہ منورہ زادہا اللہ تشریفاً وتکریماً میں اور شعبی کوفہ میں اور حسن بصرہ میں، اور مکحول شام میں (رحمۃ اللہ علیہم) آپ کے زمانہ میں فن فتوی میں آپ سے زیادہ اور کوئی عالم نہ تھا، آپ ہمیشہ فتوی دیتے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، یہ میری رائے ہے اور رائے درست اور غلط خطا بھی ہوتی ہے، ایک جماعت صحابہ سے آپ حدیث شریف روایت کرتے ہیں، اور بہت مخلوق نے آپ سے بھی روایت کی ہے، ۱۱۸ھ میں آپ نے انتقال فرمایا، اَبِی الدرداء عویمر بن عامر الانصاری خزرجی ہیں، اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں، درداء ان کی بیٹی کا نام ہے، اسلام لانے میں کچھ تاخیر فرمائی، گھر کے آدمیوں سے بعد میں آپ ہی اسلام لائے، اور آپ کا اسلام اچھا ہوا، آپ بڑے حکیم عالم فقیہ تھے، اور ملک شام کے رہنے والے تھے، اور شہر دمشق میں ۳۲ھ میں انتقال فرمایا، (اکمال) آپ کے نام اور نسب میں اختلاف کثیر ہے۔ لہذا اسی مختصر پر اکتفا کیا گیا۔ (عبدالحق)

الانبیاء مفرد اس کا نبی ہے جس کے معنے غیب کی خبریں دینے والا ہے (کنز الایمان) نیز پیغمبر

خدا کا فرستادہ۔ خواہ صاحب شریعت جدید ہو یا پچھلی شریعت کا معاون ہو، یہ لفظ عام ہے اور رسول خاص وُہ وہی ہے، جو صاحب کتاب ہو (فیروزی)

اَوتاد جمع وتد کی میخیں۔ اور ایک قسم اولیاء اللہ کو بھی کہتے ہیں جو تمام جہان میں کل چار ہوتے ہیں، وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا قرآن کریم میں پہاڑوں کو اوتاد مثل میخوں کے فرمایا گیا ہے (فیروزی و مفردات راغب)

ترجمہ حدیث (۳) مکحول رحمۃ اللہ علیہ ابو الدرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اوتاد الارض تھے، جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک قوم کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا جن کو ابدال کہتے ہیں۔

لَمْ يَفْضُلُوا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلَا تَسْبِيْحٍ وَلٰكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَبِصِدْقِ الْوَرَعِ وَحُسْنِ النِّيَّةِ وَسَلَامَةِ قُلُوْبِهِمْ لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّصِيْحَةِ لِلّٰهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ بِصَبْرٍ وَحِلْمٍ وَلُبٍّ وَتَوَاضُعٍ فِيْ غَيْرِ مَذَلَّةٍ فَهُمْ خُلَفَاءُ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَقَوْمٌ نِ اصْطَفَاهُمُ اللّٰهُ لِنَفْسِهٖ وَاسْتَخْلَصَهُمْ بِعِلْمِهٖ لِنَفْسِهٖ۔

صَوْم کے لغوی معنے کام سے رک جانے کے ہیں خواہ وُہ کام از قبیل ماکول مشروب ہو خواہ رفتار گفتار سے، روزہ، سرگین شترمرغ، رمضان، روزہ دار، کلیسا ترسایاں، در اصطلاح شرع میں عاقل بالغ کا نیت کے ساتھ فجر سے شام تک کھانے پینے اور جماع سے رُکنے کا نام ہے کلام الٰہی میں اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا سے مراد کلام کا ترک کرنا ہے، جیسا کہ مابعد میں ہے یعنی۔ فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔ پ ۱۶ ع ۵ (مفردات راغب منتہی الارب)

صَلٰوۃ کے لغوی معنے تحریک الصلوین ہیں جو بسبب رکوع و سجود کے حرکت کرتے ہیں یا ٹیڑھی لکڑی کو آگ سے سینک کر سیدھا کرنے کے ہیں، نماز و دعا (بندہ کی طرف سے) رحمت (خدا کی طرف سے) درود شریف (پیغمبر اور فرشتوں پر) (حموی، فائق، کشاف) اصطلاح شرع میں ارکان مخصوصہ قیام رکوع سجود وغیرہ کا نام ہے۔

تسبیح پاکی سے یاد کرنا، خدا کو سبحان اللہ کہنا، مذکرہ (آلہ ذکر) اور حبل الوصل کو بھی کہتے ہیں یعنی تاگہ وصل اس لئے کہ کئی خدا کے بندے آلہ ذکر سے (جس کے پاس ہونے سے خود بخود خدا کو یاد کرنے کو دل چاہتا ہے) واصل باللہ ہو گئے، لطیفہ مجھے اپنے استاذ مولانا مولوی کریم بخش صاحب حنفی قادری (نور اللہ مضجعہ و اسکنہ اللہ فی بحبوحۃ جنانہ اللہ تعالےٰ ان کی خوابگاہ کو روشن کرے اور

وسط جنّت میں جگہ عطا فرمائے۔ یاد ہے، کہ آپ نے ایک بار حین حیات میں غالباً شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب اخبار الاخیار کے حوالہ سے ایک ولی اللہ کا حال بتایا تھا، کہ ان کے پاس ایک تسبیح تھی، جس کی یہ خاصیت تھی، کہ اس کا ایک دانہ ہلانے سے بادشاہ وقت تیار کمربستہ ہو جاتا، اور دوسرا دانہ ہلانے سے عازم سفر سوار ہو جاتا، تیسرا دانہ پڑھنے سے فوراً حاضر خدمت ہو جاتا، ایک دفعہ طلبا سے ایک نے کہا کہ اس تسبیح میں یہ خاصیت ہے، اور اس کے دانوں کو ایک دو تین کر کے حرکت دیدی، چنانچہ بادشاہ حاضر ہوگیا، پانی میں تیرنا، اور ہوا میں تیرنا، تحمید تحمید۔ نماز نفل پڑھنا، (نہایہ جزری، مفردات راغب اصفہانی، منتہی الارب، فیروزی)

لُبّ عقل، اخلاص، خلاصہ، خالص، چیدہ، برگزیدہ، برگزیدہ از ہر چیزے و میانہ، مغز بادام و چار مغز، قرآن کریم میں اُولُوا الْاَلْبَاب خاص چیدہ برگزیدہ عقل والوں کو فرمایا گیا ہے، **مَذَلَّةٌ** خوار ہونا، رسوا ہونا، خواری، رسوائی۔

ترجمہ: انہوں نے نماز روزے تسبیح کی کثرت سے لوگوں پر فضیلت حاصل نہیں کی بلکہ حسن خلق اور سچی پرہیزگاری اور نیک نیتی سے اور تمام اہل اسلام کے لئے ان کے دل کا سلامت ہونا، اور نصیحت اللہ تعالےٰ کیلئے خدا کو خوش کرنے کے لئے صبر حلم اور عقل اور تواضع سے بغیر مذلّت کے وہ انبیا علیہم السّلام کے خلیفے ہیں، اور ایک ایسا گروہ ہے، جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں اپنے لئے خاص طور پر چن لیا اور پسند فرمایا۔

وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ صِدِّيْقًا مِنْهُمْ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا عَلٰى مِثْلِ يَقِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ بِهِمْ تُدْفَعُ الْمَكَارِهُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالْبَلَايَا عَنِ النَّاسِ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ لَا يَمُوْتُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ اَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ قَدْ اَنْشَا مَنْ يَخْلُفُهٗ لَا يَلْعَنُوْنَ شَيْئًا وَلَا يُؤْذُوْنَ مَنْ تَحْتَهُمْ وَلَا يَتَطَاوَلُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْقِرُوْنَهُمْ وَلَا يَحْسُدُوْنَ مَنْ فَوْقَهُمْ وَلَا يَحْرِصُوْنَ عَلَى الدُّنْيَا لَيْسُوْا بِمُتَمَاوِتِيْنَ وَلَا مُتَكَبِّرِيْنَ وَلَا مُتَخَشِّعِيْنَ اَطْيَبُ النَّاسِ خَبْتًا وَاَوْرَعُهُمْ اَنْفُسًا۔

اَلنّشاء۔ پیدا کرنا، شروع کرنا، کوئی بات دل سے پیدا کرنا، ایک علم کا نام بھی ہے۔

تطاول۔ گردن دراز کرنا، گردن کشی، تکبر کرنا، فخر کرنا، بلند مکان بنانا۔

؎ آپ کا نام شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ احمد شرمی بتایا ہے، متوفی ۹۲۸ھ عمر ۹۰ سال، آپ علم و عمل و توکل میں آیات عظمیٰ الٰہی تھے ہر جمعہ کو اس علم کے تصرف سے بادشاہ کو اپنے پاس بلاتے اور اہل اسلام کی حاجات روائی فرماتے، آپ کے پاس ایک تسبیح تھی جس کا ایک دانہ کھینچنے سے بادشاہ کو جنبش ہوتی اور آپ فرماتے کہ اب بادشاہ فلاں جگہ پہنچا حتیٰ کہ وہ حاضر ہو جاتا، ایک بار آپ وضو کیلئے تشریف لے گئے تو پیچھے ایک شاگرد نے تسبیح کو صندوق سے نکال کر دانے پھرائے جیسا کہ اس نے مشاہدہ کیا ہوا تھا، بادشاہ کے خلاف معمول آنے سے آپکو معلوم ہوا کہ تسبیح کے دانے پھیرے گئے ہیں (انتہی ص۲۱۵ ہمدرد سلسلہ نمبر ۱۲ (۱۰) زد ۱۹ ۱۳۴۸ھ کو ۱۵ صفحات شیخ سے رسالہ طاور صفحہ ۱۳۵)

متماوتین ۔موت سے ڈرنے والے، آپس میں صبر کرنے والے، عبادت میں زیادتی کرنے والے۔
متخشعین ۔آواز پست کرنے والے، آنکھیں بند کرنے والے، ڈرنے والے، عاجزی فروتنی کرنے والے یاد رہے کہ خشوع کا تعلق کان اور آنکھ سے ہے، اور خضوع کا دوسرے اعضاء سے ۔
ورع ۔پرہیزگاری ۔ اورع بڑا پرہیزگار۔

ترجمہ :۔ اور وہ چالیس صدیق ہیں ان میں تیس آدمی مثل یقین ابراہیم خلیل الرحمٰن کے ہیں ان کے ذریعے زمین والوں سے تکالیف اور بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے مینہ آتے ہیں اور ان کی برکت سے روزی دی جاتی ہے ان سے کبھی کسی کا انتقال نہیں ہوتا مگر اسکی جگہ خدا تعالیٰ ایک اور جانشین پیدا فرما دیتا ہے وہ کسی کو لعن طعن نہیں کرتے اور اپنے ماتحت کو ایذا نہیں دیتے اور ان پر دست درازی نہیں کرتے اور ان کو حقیر نہیں جانتے اور اپنے سے اوپر والوں کا حسد نہیں کرتے اور نہ وہ دنیا کے حریص ہیں وہ موت سے ڈرنے والے نہیں اور نہ تکبر کرنے والے ہیں اور نہ ہی آنکھ کان بند کرنے والے ہیں وہ لوگوں سے زیادہ شیریں کلام ہیں اور نفوس سے زیادہ پرہیزگار ۔

طَبِيْعَتُهُمُ السَّخَاءُ وَصِفَتُهُمُ السَّلَامَةُ مِنْ دَعْوَى النَّاسِ قِبَلَهُمْ لَا تَتَفَرَّقُ صِفَتُهُمْ لَيْسَ الْيَوْمَ فِي حَالِ خَشْيَةٍ وَغَدًا فِي حَالِ غَفْلَةٍ وَلٰكِنْ مُدَاوِمِيْنَ عَلٰى حَالِهِمْ وَهُمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ لَا تُدْرِكُهُمُ الرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَلَا الْخَيْلُ الْمُجْرَاةُ قُلُوْبُهُمْ تَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ اِرْتِيَاحًا اِلَى اللهِ تَعَالٰى وَاشْتِيَاقًا اِلَيْهِ قَدَمًا فِي اِشْتِيَاقِ الْخَيْرَاتِ اُولٰئِكَ حِزْبُ اللهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قُلْتُ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ مَا شَيْءٌ اَثْقَلُ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَةِ الَّتِيْ وَصَفْتَهَا فَكَيْفَ لِيْ بِاَنْ اُدْرِكَهَا قَالَ لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اَنْ تَكُوْنَ فِيْ اَوْسَطِ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ تَبْغُضَ الدُّنْيَا فَاِذَا اَبْغَضْتَ الدُّنْيَا اَقْبَلَ عَلَيْكَ حُبُّ الْاٰخِرَةِ فَبِقَدْرِ مَا تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا تُحِبُّ الْاٰخِرَةَ وَبِقَدْرِ مَا تُحِبُّ الْاٰخِرَةَ تُبْصِرُ مَا يَنْفَعُكَ وَمَا يَضُرُّكَ فَاِذَا عَلِمَ اللهُ صِدْقَ الطَّلَبِ مِنْ عَبْدِهٖ اَفْرَغَ عَلَيْهِ السَّدَادَ وَاكْتَنَفَهٗ بِعِصْمَتِهٖ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللهِ الْعَزِيْزِ اِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ نَنْظُرُ نَا فِيْ ذٰلِكَ فَمَا تَلَذَّذَ الْمُتَلَذِّذُوْنَ بِشَيْءٍ اَفْضَلَ مِنْ حُبِّ اللهِ تَعَالٰى وَطَلَبِ مَرْضَاتِهٖ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ فِي النَّوَادِرِ صفحہ ۲۰ مطبوعہ استمبول قسطنطنیہ ۱۲۹۳ھ ہجرت المقدس النبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام مع الاحترام والاکرام

عَاصِف۔ بادتند، اِرْتِیَاحًا۔ خوش ہونا، سَدَاد۔ گفتار وکردار کی مضبوطی وراستی اِکْتِنَاف۔ احاطہ کردن۔ تَلَذُّذ مزہ پانا۔ لذّت اٹھانا۔

ترجمہ:۔ ان کی طبیعت سخاوت ہے، اور صفت انکی سلامت ہے، لوگوں کے دعووں سے انکی طرف ان کی صفت دوامی ہے، یہ نہیں کہ وہ آج خشیت میں تو کل غفلت میں ہمیشہ ان کی حالت ایک ہی ہے، خدا کے ساتھ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ان کو تند ہوا اور تیز رفتا گھوڑا نہیں پکڑ سکتا، ان کے دل آسمان میں خدا کے پاس خوش ہونے کے لئے سعود کرتے ہیں، اور ان کا اشتیاق نیک کاموں میں آگے بڑھا ہوا ہے، یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں، ہاں اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا اور غالب ہے، میں نے کہا اے ابالدرداء رضی اللہ عنہ اس صفت سے جو تو نے مجھے بتائی ہے کوئی اور چیز مجھ پر ثقیل نہیں، چہ جائیکہ میں اس کو حاصل کرسکوں، کہا کہ متوسط درجہ یہ ہے، کہ تو دنیا کو دشمن رکھ اگر تو دنیا سے بغض رکھیگا، تو آخرت کی محبّت تیرے پاس آئیگی، اور جس قدر تو دنیا سے الگ ہوگا اتنا ہی آخرت کو دوست رکھے گا، اور جس قدر تو آخرت سے محبّت رکھے گا، تم کو اپنا نفع اور نقصان معلوم ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی طلب کی صداقت معلوم ہوتی ہے، تو اس پر راستی اور مضبوطی انڈیل دیتا ہے، اور اس کو اپنی حفاظت اور احاطہ میں کرلیتا ہے، اور اس کی تصدیق کتاب عزیز قرآن مجید میں ہے، بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہیں پس جب ہم نے اس میں غور کیا تو معلوم ہوا، کہ خدا تعالیٰ کی محبّت اور اس کی رضامندی چاہنے سے کوئی چیز زیادہ لذت والی نہیں اور افضل نہیں جس سے کوئی لذت حاصل کرنے والا مزہ لیوے، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے اپنی کتاب نوادر الوصول فی معرفتہ اخبار الرسول الملقب بسلوۃ العارفین وبستان الموحدین مطبوعہ قسطنطنیہ صلا)

حدیث (۴) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْدَالَ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ مِنْھُمْ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا بِھِمْ یُسْقَی الْغَیْثُ وَیُنْصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ بِھِمُ الْبَلَآءُ فَھُوَ لَاءِ اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ وَاَمَانُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فَاِذَا مَاتُوْا فَسَدَتِ الْاَرْضُ وَخَرِبَتِ الدُّنْیَا وَھُوَ قَوْلُ تَعَالٰی وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ رَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ صـ۲۶۳)

علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) امیر المومنین کی کنیت ابو الحسن و ابو تراب قرشی ہے آپکے متعلق صاحب کنز الانساب (قلمی) نے کہا ہے ع

پسر یکہ بخانہ خدا شد - یا بنت رسول کد خدا شد

تولد ۱۳ رجب المرجب یوم جمعہ ہوا تھا، اور واقعہ اصحاب فیل سے تیس برس گذرے تھے، آپ کی پیدائش کے متعلق شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۹۰ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا معمول تھا کہ پندرہ رجب المرجب کو کعبہ مکرمہ کا دروازہ کھول کر اس کے اندر آکر زیارت کرتے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تاریخ ولادت بھی اسی روز واقعہ ہوئی ہے لہٰذا اس کو یوم الاستفتاح اور روزہ مریم بھی کہتے ہیں اور مشائخ کرام نے اس روز اوراد و اذکار مقرر کئے ہوئے ہیں معمول یہ تھا کہ قبل ازیں ایک دو روز عورتیں زیارت کو آتیں اتفاقاً عورتوں کی زیارت کے روز آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد نے باوجودیکہ مدت حمل تمام ہو چکی تھی زیارت کا ارادہ کیا، کیونکہ سال میں یہ دن ایک ہی بار نصیب ہوتا، آپ سخت دشواری اور کمال رنج و مشقت سے درکعبہ تک پہنچے ان دنوں میں کعبہ مکرمہ کا دروازہ بقدر قد آدم بلند تھا، جیسا کہ اب بھی ہے لیکن ان دنوں میں کوئی زینہ نہ تھا، اور عورتوں کو بمشکل تمام مرد اس جگہ تک لاتے، چنانچہ اس حالت میں آپ کو درد زہ پیدا ہو گیا، اس خیال سے کہ شاید ابھی آرام آجائیگا، زیارت سے کیوں محروم رہیں درکعبہ میں آتے ہی درد شدت سے شروع ہو گیا، اور امیر المومنین کا تولد واقعہ ہوا، یہ ایک اتفاقی امر ہے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ثابت نہیں ہو سکتی (جیسا کہ روافض کا زعم فاسد ہے) اگر یہاں بھی لیا جاوے، تو اس شناعت و قباحت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی آپ افضل ثابت ہوتے ہیں، حالانکہ سنی و شیعہ سے کوئی اس کا قائل نہیں، تواریخ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ برادر زادہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش بھی کعبہ شریف میں ہوئی، تو چاہئے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام بلکہ جمیع انبیاء سے افضل ہوں حالانکہ یہ درست نہیں اور اس کی شناعت پوشیدہ نہیں۔ بقول سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے۔ (تاریخ الخلفاء) اس وقت آپ کی عمر آٹھ یا پندرہ یا سولہ سال تھی (الاکمال فی اسماء الرجال) آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چوتھے خلیفے تھے، آپ کی شان میں کہا گیا ہے۔ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَار۔ مگر آپ کی قوت

لہ فرع النامی مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صفحہ ۱۵۵ منہ ۱۲ ؎ اسکے متعلق آئندہ صفحات میں دیکھو ۱۲ منہ

وطاقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قوت اور طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، چنانچہ مدارج النبوۃ میں ہے، کہ شب ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی کروہ دوش مبارک پر اٹھا کرلے چلے مگر بروز فتح مکہ مکرمہ جب حضرت اسد اللہ الغالب نے آپ کو اٹھانا چاہا، تو حضور نے فرمایا تم بار نبوت نہ اٹھا سکو گے، آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے داماد اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم زلف ہیں آپ کا نام نامی و اسم گرامی ہر انسان کے چہرہ پر دوبار معکوس لکھا ہوا ہے، یعنے دو آنکھ دو عین ہیں اور ناک لام ہے، اور دو ابرو دو یا رہیں، لِلْعَاقِلِ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ (سیف المقلدین) آپ سوائے جنگ تبوک کے سب مشاہد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ کا رنگ مبارک گندم گوں تھا، اور آنکھیں بڑی بڑی طول میں اقرب الی القصر آپ کے بال بہت تھے ریش مبارک عریض تھی، اور قد چھوٹا تھا، چنانچہ شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ زعفران زار میں مطایبات سے لکھتے ہیں، کہ حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک بار فرمایا یا علی اَنْتَ فِيْنَا كَالنُّوْنِ بَيْنَ لَنَا آپ ہم میں ایسے ہیں جیسے لَنَا میں نون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، کہ لَوْلَا اَنَا فِيْكُمَا لَكُنْتُمَا لَا اگر میں نہ ہوں تو آپ لا ہی رہ جاتے ہیں، آپ بڑے حاضر جواب تھے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع چند صحابہ مل کر کھجوریں کھا رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش طبعی کے طور پر گٹھلیاں آپ کے آگے رکھتے جاتے تھے، اور صحابہ بھی آپ کے تتبع سے ایسا ہی کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتمہ پر فرمایا، کہ تم میں سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائیں، صحابہ نے جواب دیا مَنْ كَثُرَ نَوَاتُهُ فَهُوَ اَكُوْلٌ یعنی جس کے آگے گٹھلیاں زیادہ ہیں، وہی سب سے زیادہ خورندہ ہے، آپ نے فرمایا لَا بَلْ مَنْ اَكَلَ مَعَ النَّوَاةِ فَهُوَ اَكُوْلٌ یعنی نہیں بلکہ جو کھجوروں کو گٹھلیوں سمیت کھا گیا، وہ زیادہ خورندہ ہے (تحفۃ الابرار جلد اول صفحہ ۱۸، مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۳ھ)

آپ ۳۵ھ ۱۸ ذوالحج میں خلیفہ ہوئے اور ابن ملجم نے کوفہ میں آپ کو زخمی کیا، ۱۸ رمضان شریف ۴۰ھ جمعہ کی صبح کے بعد تین رات کے بعد انتقال فرمایا، امام حسن وحسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا، آپ کی عمر ۶۳ سال مع اختلاف ہے، آپ کی خلافت چار سال ۹ ماہ کچھ دن تھی، آپ سے ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں بیس متفق علیہ ہیں امام بخاری نے ۹ اور مسلم نے پندرہ الگ الگ بیان کی ہیں (خلاصۃ واکمال)

ازروئے تحقیق بعض اہل سیر واضح ہے کہ آپ کی نو بیبیاں تھیں اور ان سے پندرہ لڑکے اور ستر ہ لڑکیاں ہوئیں اوّل اُنکے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں آپ کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا، آپ سے حضرت حسن حسین محسن اولاد ذکور اور زینب رقیہ ام کلثوم اولاد اناث پیدا ہوئے رضی اللہ عنہم ؎ محمد گل است و علی برگ گل ازاں گل بود فاطمہ بوئے گل

چوں عطرش برآمد حسین و حسن ازو شد معطر زمین و زمن

ام کلثوم کا نکاح عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطیب خاطر کردیا جسکی تفصیل کتب اہل سنت و شیعہ میں موجود ہے آپ نے از راہ محبت اپنی اولاد کے نام ابوبکر، عمر وعثمان رکھے جس سے ثابت ہے کہ آپ کو اصحاب ثلثہ سے دلی محبت تھی رضی اللہ عنہم

براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں بحوالہ فصل الخطاب مندرج ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقی ہوئے آپ نے تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ پل صراط سے وہی گذریگا جس کیلئے حضرت علی لکھ دینگے، حضرت علی نے مسکرا کر فرمایا، کہ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ مجھ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پل صراط پر گذرنے کیلئے اسی شخص کو نوشتہ دو جو حضرت ابوبکر صدیق کو دوست رکھے۔ ص۲۱۶

نیز تفریح الاذکیاء میں بحوالہ فصل الخطاب ہے، کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے حضرت عمر کو ایک نوشتہ لکھدیا، جبکہ آپ نے فتح مدائن میں ایک ایک ہزار درم امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور پانصد درم اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذا ما ضمن علی ابن ابی طالب لعمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عن جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَامُ عن اللہ تبارک وتعالیٰ ان عمر ابن الخطاب سراج اهل الجنة فی الجنة یعنی حضرت علی عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ضامن ہوا، اور لکھے دیتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے حق میں فرمایا تھا، کہ جبریل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھے خبر دی، کہ عمر بن خطاب چراغ اہل جنت ہیں۔ ص۵۰ جلد دوم۔

حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ ماجاء لاحد من اصحاب رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الفضائل ماجاء لعلی ابن ابی طالب مگر علامہ مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں، کہ درباب فضل علی ابن ابی طالب احادیث بیشمار وضع کردہ اند، شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں، کہ آپ کے فضایل میں بے شمار

حدیثیں مروی ہیں، جن میں اکثر ایسی ہیں جو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں وارد ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ سب خلفاء کے حق میں بکثرت احادیث وارد ہیں لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفوں نے آپکی شان میں تقصیر کی، تو علمائے اُمت نے آپ کے فضایل کے اظہار میں بہت کوشش کر کے ہر طرح کے احادیث وارده کو بیان کرنا شروع کیا، ان میں بعض مندرجہ ذیل ہیں -

(۱) اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ - یہ حدیث باطل ہے کیونکہ اس کے اسناد میں اجلح شیعی واقع ہوا ہے، جو اپنی روایات میں متہم ہے، جمہور نے اس کی تضعیف کی ہے، تحفہ اثنا عشریہ بحث امامت صلا۲ مطبوعہ نولکشور ۱۳۲۵ھ و ۱۹۰۷ء - مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جوانمردی اور مواسات حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے دیکھی تو فرمایا، اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ جبرائیل علیہ السّلام نے سُنکر فرمایا، اَنَا مِنْکُمَا کہتے ہیں غیب سے ایک آواز آئی، لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار - صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اس طریق سے بعض اکابر محدثین اور اہل سیر اپنی کتابوں میں لائے ہیں، لیکن ذہبی نے میزان الاعتدال میں راوی کی تضعیف اور تکذیب کی ہے، واللہ اعلم - حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا - هٰذَا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ - (منہاج السنۃ صلا۱۲ جلد ۲ مصنفہ ابن تیمیہ مطبوعہ مصر)

(۲) اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا - یہ حدیث بھی مطعون ہے، یحیٰی بن معین کہتے ہیں لَا اَصْلَ لَہٗ اور امام بخاری کہتے ہیں اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَلَیْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِیْحٌ اور ترمذی کہتے ہیں اِنَّہٗ مُنْکَرٌ غَرِیْبٌ - اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کہتے ہیں ہذا الحدیث لم یثبتوہ اور محی الدین نووی اور حافظ شمس الدین ذہبی اور شیخ شمس الدین جزری کہتے ہیں، کہ یہ موضوع ہے - تحفہ اثنا عشریہ صلا۲۱۲)

دیلمی نے فردوس میں اس حدیث کو یوں بیان کیا ہے، اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٌ اَسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، میں علم کا شہر ہوں، اور ابوبکر اس کی بنیادیں ہیں، اور عمر اس کی دیواریں اور عثمان اس کا چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بعض علماء نے اس حدیث کے لفظ علی کو عُلو سے بتایا یعنی میں علم کا شہر ہوں، اور اس کا دروازہ اونچا ہے، مگر یہ جواب شاذ ہے (براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ صلا۱۴۹ مطبوعہ لاہور)

(۳) اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ ۔ حاکم نے اس حدیث کو اپنی صحیح مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ سے روایت کر کے اس کی صحت کا حکم دیا حالانکہ بخاری و مسلم نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی بعض نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور ذہبی نے تو اس کے وضعی ہونے کا حکم کیا، بالفرض اگر اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے، تو سیادت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت رہگذر کے ہے، جیسا کہ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) دور سے ظاہر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ فرمایا، اس سے اصحاب ثلثہ پر سیادت علی کی لازم نہیں آتی ۔ (براہین قاطعہ ص۳۰ و مدارج النبوۃ جلد اول ص۴)

(۴) ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں آرام فرما تھے کہ آپ پر نزول وحی ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، کیونکہ آپ کی خدمت سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ سورج غروب ہو گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَلِیًّا فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ فَطَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ یعنی اے اللہ اگر علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں ہے تو سورج کو پھیر دے اسی وقت سورج ڈوبنے کے بعد طلوع ہوا (یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے) اس حدیث کے متعلق قاضی عیاض نے شفا میں اور طحاوی نے فرمایا، کہ صحیح ہے، اور شیخ الاسلام ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ حدیث حسن ہے اور دیگر علماء نے انکی متابعت کی ہے، اور مثل ابن جوزی وغیرہ محدثین نے جنہوں نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا یا ان کا رد کیا ہے ۔ (براہین قاطعہ ص۲۱۸)

ایک روز آپ نے کوئی بات کی، ایک شخص نے آپکی تکذیب کی آپ نے فرمایا، اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو میں تیرے لئے بددعا کرتا ہوں اُس نے کہا اچھا آپ نے اسی وقت بددعا کی، تو وہ اپنی مجلس سے حرکت کرنے کے پیشتر ہی اندھا ہو گیا ۔ (براہین قاطعہ ص۲۱۹) افسوس کہ روافض نے باوجود دعویٰ محبت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکی ایک گھناونی تصویر لوگوں کے سامنے پیش کر کے آپکی سخت توہین کی بلکہ انہوں نے تو خارجیوں کو بھی مات کر دیا کہ آپ سے اصحاب ثلثہ نے خلافت چھین لی حالانکہ آپ اول حقدار خلافت تھے، ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح با عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَتْ مِنَّا ۔ پہلا فرج ہے جو ہم سے چھین لیا گیا شرم! حضرت علی اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے وقت تقیہ کرتے رہے حالانکہ بموجب اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے امام حسین رضی اللہ عنہ نے تقیہ کی جڑ کاٹ کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی حقیقت میں یہ عبداللہ بن سبا منافق یہودی کی گل افشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ انکو چشم بصیرت عطا فرما دے آمین ثم آمین ۔ زیادہ تفصیل بطوالت تحفہ

اثنا عشریہ و صواعق محرقہ سے معلوم کریں، جن میں خلفاء اربعہ وغیرہ کا مفصل حال معہ فضایل و معترضین کے مسکت جوابات مندرج ہیں، اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں ۔

غزل

این چار یار چار ستون اند بہر دین | ہر یک چراغ و مسجد و محراب منبر ست
ہر کس کہ ازیں چہار یکے اخلاف کرد | او را یقیں بداں ز جہود اں خیبر ست
بوبکر ہمچو کعبہ عمر در طواف اوست | عثمان زمزم ست علی حج اکبر ست
بوبکر زنجبیل عمر جوئے سلسبیل | عثمان شراب پاک علی شہد و شکر ست
بوبکر چون بہشت عمر تخم عدل کشت | عثمان قدح بدست علی حوض کوثر ست
بوبکر یار غار عمر میر درہ دار | عثمان شہسوار علی فتح لشکر ست
بوبکر جان ما عمر نور چشم ماست | عثمان زبان ما و علی تاج بر سر ست
بوبکر باصفا و عمر مرد بے ریا | عثمان حیا شعار و علی گنج گوہر ست

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حروف تہجی کے شروع میں الف ہے اور آخر میں ی اسی طرح خلافت ہر چہار یار کبار ہے، چنانچہ کسی شاعر نے ہندی میں کہا ہے ؎

ابوبکر کو علی ایک جانب | خلافت کو گھیرے ہیں باصفائی | الف اور یا کی طرح انکو جانو | کہ عثمان و عمر جنمیں ساری خدائی
یہ تشبیہ واقعی تو جگہ بھی | الف اور ی نے یہ ترتیب پائی | وہ اول خلیفے اول میں آیا | یہ آخر خلیفے کے آخر میں آئی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین || ابوبکر علی

اسمائے چہار یار کبار بطریق معمہ ۔

اگر یا ہم زمانے او فغانے کنم نہ رسید نشتر جوانے | یم چو جاری شد از ابواب کرم رو بجد اشوار سر لب یم
(ابوبکر)
چشم راضم کن دہن را باز کن (عمر) | تا شود ساکن دل ویران من
بنام یار من پنج حرف است | یکے را دور کن تا ہشت ماند
چشم بکشا زلف بشکن جان من | بہر تسکین دل بریان من (عثمان)
صبح بخواب بودم ناگاہ دلبر آمد (علی) | گفتا مرا نگہ کن خورشید بر سر آمد

تواریخ وفات ہر چہار یار کبار رضی اللہ عنہم و ارضاہ عنا

سن وفات ابوبکر از احد برگیر | بکن شہادت فاروق یا احد تحریر

۱۳
۲۴

برائے وفات خلیفہ ثالث ندا بگوش من آمد لیلہ ۳۵ بکن تسطیر
صدائے غیب بگوشم رسید کای ناظم سن شہادت حیدؓ زمیم احمد ۴۰ گیر

اهل بيت اس لفظ کے معانی اور تفسیر میں چند اقوال اور اطلاقات ہیں کبھی اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ اولاد علی و جعفر و عقیل و عباس رضی اللہ عنہم ہیں اور کبھی بمعنی عام شامل اولاد ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی یہ لفظ مخصوص بہ فاطمہ و حسن و حسین و علی رضی اللہ عنہم کے کیا جاتا ہے بسبب زیادت فضل انکے اور موافقت اور تطبیق ان اقوال میں اس طور پر ہے کہ بیت یعنی مکان تین قسم کے ہوتے ہیں بیت نسب و بیت ولادت و بیت سکنی پس اولاد عبدالمطلب اہل بیت نبی اور ازواج مطہرات اہل بیت سکونت اور اولاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اہل بیت ولادت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ آپ کی اولاد میں نہیں مگر ملحق باولاد بوسیلہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (مدارج النبوۃ۔ تفریح الاذکیاء جلد ۲ صفحہ ۳۱۔ رسالہ تحفۃ الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب صفحہ ۶۶)

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ سنا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے ان کے ذریعے سے مینہ دیا جاتا ہے اور ان سے اعداء پر مدد دی جاتی ہے اور ان کی برکت سے زمین والوں کی بلا رد ہوتی ہے یہی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور امان اس امت کی اگر وہ مر جائیں تو زمین خراب اور دنیا تباہ ہو جائے اور یہی ہے قول اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے تو زمین برباد ہو جاوے روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول کے اصل ۲۲۲ صفحہ ۲۶۳ میں۔

حدیث ۵ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هَارُوْنَ قَالَ الْاَبْدَالُ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ فَمَنْ هُمْ (كَذَا فِي الْمَوَاهِب)

یزید بن ھارون سلمی واسطی ہیں آپ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے ابن المدینی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ہارون سے زیادہ حافظ کسی کو نہیں دیکھا آپ حدیث کے بڑے عالم حافظ ثقہ زاہد تھے آپ نے ایک جماعت سے روایت حدیث کی ہے اور آپ سے امام احمد حنبل اور علی مدینی وغیرہما راوی ہیں آپ بغداد شریف میں تشریف لائے اور وہاں سے حدیث پڑھی پھر واسطہ کو مراجعت فرمائی اور اسی جگہ ۲۱۷ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ (اکمال فی اسماء الرجال)

احمد بن حنبل مروزی بغداد شریف میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۴۱ھ ہجرت ۷۷ سال

کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ فقہ اور حدیث اور زہد اور ورع اور عبادت میں امام تھے آپ کے فضائل کثیر اور مناقب اور آثار مشہور ہیں بقول ابو زرعہ آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں آپ کو خدا نے علم اولین و آخرین عطا فرمایا ہوا تھا، آپ قرآن پاک کو مخلوق کہنے میں مبتلا ہوئے چنانچہ آپ کو کوڑے مارے گئے پہلے کوڑے مارنے سے آپ نے فرمایا بِسْمِ اللہِ دوسرے پر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ تیسرے پر فرمایا اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ۔ جب چوتھا کوڑا مارا گیا، تو فرمایا لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللہُ لَنَا چنانچہ ۲۹ کوڑے مارے گئے اس اثنا میں آپ کا ازاربند کھل گیا، غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے آپ کا ازاربند باندھ دیا۔ (اکمال وغیرہ)

ف ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے غیر مخلوق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں قرآن مجید کا ۵۴ جگہ ذکر کیا ہے، مگر کسی جگہ لفظ خلق سے نہیں اور انسان کا ذکر اس سے ⅓ یعنی اٹھارہ جگہ ہے، اور ہر جگہ لفظ خلق سے منصوص ہے اور ان دونوں کا ذکر الگ الگ بیان فرمایا، چنانچہ سورہ الرحمٰن میں ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝ رحمٰن نے سکھایا قرآن پیدا کیا انسان کو اور اس کو بیان سکھایا (حیوۃ الحیوان للدمیری .....شافعی مطبوعہ مصر جلد اول ص۵۸)

مواہب ۔ مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ تالیف خاتمۃ المحققین وخلاصۃ المدققین فرید دھر و وحید عصر مفید الطالبین شہاب الملۃ والدین احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی۔

ترجمہ ۔ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ابدال اہل علم ہیں، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر اصحاب حدیث نہیں ہیں تو اور وہ کون ہیں، اسی طرح مواہب میں ہے۔

دوسرا باب اس بیان میں کہ ابدال کے دل قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں

صَلَوَاتُ اللہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ مَا تَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ وَسَبَحَ فِی السَّمَاءِ الْقَمَرَانِ وَسَبَّحَتْ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ الْحِیْتَانُ۔ یعنی درود الٰہی ہمارے نبی پر اور ابراہیم علیہ السلام پر بقدر آگے پیچھے آنے شب و روز اور بقدر سیر سورج چاند کے آسمان میں اور بقدر تسبیح مچھلیوں کے پانی میں۔

حدیث (۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدْفَعُ اللہُ بِہِمْ عَنْ اَہْلِ الْاَرْضِ یُقَالُ لَہُمُ الْاَبْدَالُ اِنَّہُمْ لَمْ یُدْرِکُوْہَا بِصَلٰوۃٍ

وَلَا بِصَوْمٍ وَلَا بِصَدَقَةٍ قَالَ فَبِمَ أَدْرَكُوْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بِالسَّخَاءِ وَالنَّصِيْحَةِ لِلْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ

ابن مسعود وہ عبداللہ بن مسعود بن غافل ہیں آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہذلی ہے ابتدا اسلام میں آپ کا اسلام لانا قدیمی ہے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے ذرا پیشتر اسلام لائے بقول بعض وہ اسلام لانے میں چھٹے صاحب ہیں، آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے تھے، اور محرم راز اور سفر میں آپ کے ہمراہ مسواک اور نعلین مبارک اور وضو کا پانی آپ کے ہی سپرد ہوتا، آپ نے حبشہ کو ہجرت کی تھی، اور جنگ بدر اور مابعد میں موجود تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی خوشخبری دی اور فرمایا میں اپنی اُمت کے لئے خوش ہوں جس چیز سے ابن مسعود رضی اللہ عنہما خوش ہیں اور میں اس چیز سے ناخوش ہوں جس سے ابن مسعود ناخوش ہیں، آپ خاموشی اور ہدیہ وغیرہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے اور آپ کا جسم دُبلا پتلا تھا، اور سخت گندم گون تھے اور قد مبارک کوتاہ تھا چنانچہ لمبا آدمی بیٹھتا تو آپ کا قد ان کے برابر ہوتا ۳۲ھ میں انتقال فرمایا، اور آپ کی عمر کچھ اوپر ساٹھ سال تھی آپ سے آٹھ سو اڑتالیس ۸۴۸ حدیثیں مروی ہیں چونسٹھ متفق علیہ ہیں اور امام بخاری نے اکیس اور امام مسلم نے پینتیس ۳۵ الگ الگ بیان فرمائی ہیں آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ستر سورتیں سیکھی ہیں اور آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں ہے، رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا (اکمال فی اسماء الرجال مع حواشی مولانا احمد حسن صاحب مرحوم)

ابو نعیم آپ کا نام و نسب احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسےٰ بن وائل بن مہران صوفی ہے آپ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے، چھ سال کی عمر میں آپ کو مشائخ عمدہ نے اجازت حدیث بطور تبرک عطا فرمائی اس خصوصیت میں آپ یکتا ہیں جب جوان ہوئے تو اجلہ مشائخ کثیر سے حدیث حاصل کی اور وہ تخم جو طفلی کی حالت میں نکی زمین استعداد میں ڈالا گیا تھا، بار آور ہوا جب مرتبہ شیخوخت اور افادہ کو پہنچے تو حفاظ فن حدیث آپ سے استفادہ کیلئے جوق در جوق آنے لگے اور آپ سے فیضان حاصل کرنے لگے، چنانچہ بڑے بڑے محدثین کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے، خطیب بغدادی آپ کے اخص تلامذہ سے ہیں، صبح سے ظہر تک آپ کا درس حدیث جاری رہتا، جب مجلس سے فارغ ہوکر گھر کو جاتے تو راہ میں بھی لوگ آپ سے استفادہ کرتے آپ ہرگز ملول اور تنگ دل نہ ہوتے، علم حدیث کے شغل میں آپ یہاں تک منہمک تھے کہ آپ کی غذا سوائے اسماع حدیث اور تصنیف کے اور نہ تھی آپ کے

اجداد میں اوّل مہران مشرف باسلام ہوئے، اور وہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے، آپ کی تصانیف بہت ہیں ان میں مشہور یہ ہیں کتاب معرفۃ الصحابہ و حلیہ دلائل النبوۃ مستخرج علی البخاری و مسلم تاریخ اصفہان، صفۃ الجنۃ، کتاب الطب و فضائل الصحابہ و کتاب المعتقد اور رسائل مختصرہ بھی ہیں، آٹھ محرم الحرام ۴۳۰ھ چورانوے سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (بستان المحدثین)

حلیۃ۔ آپ کے تصانیف نوادر سے حلیۃ الاولیاء ہے اس کی نظیر اسلام میں تصنیف نہیں ہوئی اور آپ کے حین حیات میں آپ کے سامنے ہی اس کی اسقدر شہرت اور رواج ہوا، کہ شہر نیشاپور میں چار سو دینار کو خریدی گئی۔ (بستان المحدثین)

مواھب۔ تصنیف شہاب الدین احمد ابو بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن الحسین قسطلانی مصری شافعی کی ہے آپ کی ولادت ۱۲ ذیقعدہ ۸۵۱ھ کو شہر مصر میں ہوئی آپ ابتداء نشو و نما میں علم قرأت میں مشغول ہوئے، اور ہفت قرأت حفظ کرلیں، بعد ازاں فن دیگر میں صحیح بخاری پانچ مجلس میں احمد بن عبدالقادر ساوی کو سنائی، اور جامع عمری میں درس اور وعظ کا آغاز کیا ایک جہاں آپ کے وعظ کو جمع ہوتا، آپ اس فن میں بے نظیر تھے، مدت دراز کے بعد آپ کو تصانیف کا شوق پیدا ہوا۔ اور تصانیف مقبولہ آپ کی یادگار باقی رہیں ان سب سے بڑی کتاب ارشاد الساری مشہور بہ قسطلانی ہے جس میں آپ نے فتح الباری اور کرمانی کا اختصار کیا ہے۔ اور مواہب اللدنیہ اپنے فن میں بے عدیل کتاب ہے عقود السنیہ و لطائف اشارات فی عشر القرأت و کتاب الکنز فی وقف حمزہ و ہشام علی الہمزہ و شرح شاطبیہ شرح قصیدہ بردہ مسمی بہ انوار مضیئہ، تقادیس الانفاس، روض الزاہر فی مناقب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحفۃ السامع والقاری بختم صحیح البخاری بھی ہیں، شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے شکایت ہے کہ آپ نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں میری کتابوں سے بغیر میرے اعلام کے استمداد کی ہے نقل میں یہ ایک قسم کی خیانت ہے، اور ایک طرح سے کتمان حق بھی ہے، چنانچہ آپ نے دور دراز کا سفر مصر پا پیادہ طے کر کے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت پر ننگے سر اور ننگے پاؤں حاضر ہو کر معافی لی، شب جمعہ ہفتم محرم ۹۲۳ھ ہجری قاہرہ مصر میں انتقال فرمایا، اور بعد نماز جمعہ جامع ازہر میں آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی، اور مدرسہ عینیہ میں جو آپ کے گھر کے قریب تھا دفن کئے گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بستان المحدثین)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ چالیس آدمی میری امت سے رہیں گے جو ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہیں

ان کی برکت سے اہل زمین سے بلائیں دور ہوتی ہیں ان کو ابدال کہتے ہیں انہوں نے اس بات کو نماز روزہ صدقات سے نہیں حاصل کیا، عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز سے یہ خوبی حاصل کی، فرمایا سخاوت اور اہل اسلام کی خیر خواہی سے حاصل کی روایت کیا اس حدیث کو ابو نعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں اسی طرح مواہب اللدنیہ میں ہے صفحہ ۲۳ جلد اول مطبع شرقیہ مصر)

حدیث (۷) رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ رِجَالٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ وَمُحَمَّدٍ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ فَاِنَّ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَمُحَمَّدًا حَبِیْبُہٗ رَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قُلُوْبٌ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ وَھُمْ صِنْفٌ مِّنَ الْبُدَلَاءِ رَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ

ترجمہ:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی گئی ہے آپ نے فرمایا اس امت میں کچھ لوگ ہونگے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر ہونگے اور بیشک ابراہیم اللہ کے خلیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حبیب ہیں روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادر میں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے، کہ آپ نے فرمایا اس امت میں کچھ دل ہونگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر اور وہ ابدال کی ایک صنف ہے (رواہ الحکیم)

حدیث (۸) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ بِاخْتِلَافٍ یَسِیْرٍ۔

عبادہ بن صامت اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب مذہب و حکیم ترمذی و نوادر کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے، ملاحظہ کریں۔

ترجمہ:۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا، انہوں نے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابدال اس امت میں تیس آدمی ہیں ان کے دل ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے دل پر ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ اور بدل دیتا ہے روایت کیا اسکو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں اختلاف یسیر سے)

حدیث (۹) رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ

قَالَ يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قُلُوْبٌ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ وَهُمْ صِنْفٌ مِّنَ الْبُدَلَاءِ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ۔

ترجمہ :۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اس امت میں کچھ دل ہونگے اوپر دل ابراہیم علیہ السلام کے اور وہ ابدال کی ایک قسم ہے۔ روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں۔

تیسرا باب۔ ابدال کا قیام زمین میں کس جگہ ہے

حدیث (۱۰) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ فِيْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمْ يُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ

عوف بن مالک اشجعی شامی ہیں وہ جنگ خیبر میں حاضر تھے اور اُن کے پاس علم تھا، فتح مکہ مکرمہ کے دن بڑے بہادروں سے تھے ۷۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا، آپ سے ایک جماعت صحابہ اور تابعین نے روایت کی ہے۔

شام۔ عرب کے شمال اور مصر کے مشرق میں ایک ملک ہے جس میں دمشق، حلب وغیرہ بڑے بڑے شہر ہیں۔ (لغات فیروزی صلا۲) تفصیل حدیث ۱۸ کی شرح میں آتی ہے۔

طبرانی کا حال حدیث اول کی شرح میں گذر چکا ہے، مکرر ضرورت نہیں۔

ترجمہ۔ عوف بن مالک اشجعی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال اہل شام میں، انہیں سے مدد دی جاتی ہے اور انہیں کی برکت سے لوگوں کو روزی دی جاتی ہے، روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے۔

حدیث (۱۱) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْتَسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ رَوَاهُ اَحْمَدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے، فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابدال شام میں چالیس آدمی ہیں، جب ان کے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے، ان کی برکت سے باران رحمت مانگی جاتی ہے اور

دشمنوں پر ان سے مدد دی جاتی ہے اور شام والوں سے ان کے ذریعے سے بلائیں دُور کی جاتی ہیں
روایت کیا اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے

حدیث (۱۲) وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَھْلَ الشَّامِ فَاِنَّ فِیْھِمُ الْاَبْدَالَ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ۔

لاتسبوا ۔ سب ۔ الشتم دشنام دادن، گالی دینا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے حق میں جو بغیر کسی تاویل کے مسلمان کو گالی دیوے بطور تغلیظ ارشاد فرمایا ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ اَنْ یَّسُبَّ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قِیْلَ وَکَیْفَ یَسُبُّ وَالِدَیْہِ قَالَ یَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَاُمَّہٗ۔ کبیرہ گناہوں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے عرض کیا گیا یہ کیسے ہوسکتا ہے، فرمایا کسی کے ماں باپ کو کوئی شخص گالی دیتا ہے، تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے (نہایہ جزری) انگشت شہادت کو بھی سبابہ اس لئے ایام جاہلیت میں کہتے تھے کہ گالی دیتے وقت اس سے اشارہ کرتے تھے (مفردات راغب)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اہل شام کو گالی نہ دو بے شک ان میں ابدال ہیں روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں

حدیث (۱۳) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ بُدَلَاءُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِیَۃَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ کُلَّمَا مَاتَ مِنْھُمْ وَاحِدٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ اٰخَرَ فَاِذَا جَاءَ الْاَمْرُ قُبِضُوْا۔ رَوَاہُ رَوْضُ الرَّیَاحِیْنِ فِیْ حِکَایَاتِ الصَّالِحِیْنَ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ وَرَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ مَوْقُوْفًا وَرَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ فِی الْکَامِلِ۔

انس بن مالک بن نضر بن ضمضم ابن زید بن حرام خزرجی انصاری خادم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ کی کنیت ابو حمزہ ہے والدہ ماجدہ کا نام ام سلمہ[1] بنت ملحان ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اُس وقت آپ کی عمر دس سال تھی حضرت

---

[1] مولانا عبد الحی لکھنوی نے مقدمہ ہدایہ میں آپ کی والدہ کا نام ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکھا ہے اور بروایت طبرانی بتایا ہے کہ آپ کی پشت سے ۱۲۵ نفس علاوہ پوتوں کے دفن کئے گئے اور آپ کی زمین کے باغ سال میں دو دفعہ پھلتے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ فِیْہِ کا اثر تھا۔ منہ سلمہ ربہ ۱۲۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بصرہ کو تشریف لے گئے، تاکہ لوگ آپ سے فقہ سیکھیں، اور صحابہ کرام سے جن کا بصرہ میں انتقال ہوا، سب سے اخیر آپ ہی ۹۱ھ میں ایک سو تین یا ننانویں سال کی عمر میں دار البقا کو تشریف لے گئے، ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ بقول اصح آپکی اولاد ایک سو تھی، اور بعض نے ۸۰ اٹھتر ذکور اور دو اناث بیان کی ہے، یہ قول اہل تاریخ کا ہے، اور مشہور صحیح قول یہ ہے، کہ آپ کی اولاد ایک سو بیس سے بھی زیادہ تھی، بخاری میں ہے، کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیلئے مقرر کیا، چنانچہ میں نے آپ کی خدمت دس سال کی، اور جب حضور کا انتقال ہوا، اوس وقت میری عمر بیس سال تھی، خلاصہ میں ہے کہ آپ سے ایک ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں مروی ہیں، ایک سو اڑسٹھ متفق علیہ ہیں، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تراسی اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اکہتر فرداً فرداً بیان فرمائی ہیں، آپ سے بے شمار مخلوق نے احادیث پاک کو روایت کیا ہے۔ (اکمال معہ حواشی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی تھی، کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و مال و اولاد میں برکت کرے، چنانچہ آپ کی عمر اور اولاد سو سے زیادہ تھی اور آپ کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا تھا، سبحان اللہ۔

مالک کونین ہیں پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہان کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

یہ اسی دعا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اثر ہے۔

عراق - لغت میں عراق کے معنی کنارہ دریا کے ہیں، مجازاً وہ ملک جو دریائے جیحوں اور دریائے دجلہ و فرات کے کناروں پر واقعہ ہیں، جو ملک دریائے جیحوں کے کنارہ پر ہے، وہ عراق عجم کے نام سے نامزد ہے، خراسان و اصفہان وغیرہ اسی میں داخل ہیں، اور جو ملک کنارہ دریائے دجلہ و فرات پر واقع ہے اسے عراق عرب کہتے ہیں، بغداد بھی اسی میں شامل ہے، عراق ایک مقام موسیقی کا بھی نام ہے جسے بوقت چاشت گاتے ہیں۔ (لغات فیروری ص ۲۳۷)

روض الریاحین فی حکایات الصالحین تالیف شیخ امام عفیف الدین ابی محمد عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی نزیل حرمین شریفین آپ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ۶۹۸ھ کو عدن میں پیدا ہوئے اور اس کتاب کو مسجد حرام میں کعبہ مکرمہ کے سامنے بیٹھ کر تصنیف کیا، جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے رجب ۷۵۵ھ میں اس سے فراغت پائی، اس کتاب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضہ مطہرہ مجمع اصحاب میں سنکر پسند فرمایا، جسکی بشارت کئی اولیا صوفیا قریب و بعید نے مصنف کو دی، آپ ۷۶۸ھ یا ۷۶۷ھ میں فوت ہوئے اور جنت المعلیٰ میں دار فضیل بن عیاض میں مدفون ہیں (کشف الظنون ص ۴۷۷ مصری و تحفۃ الابرار جلد ششم ص ۱۷۶ بحوالہ سفینۃ الاولیاء و وفیات)

موقوف، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کو حدیث کہتے ہیں

جس کی انتہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک ہو اس کو مرفوع اور جس کی صحابی تک ہو اس کو موقوف اور جس کی تابعی تک ہو اس کو مقطوع کہتے ہیں۔

ابن عدی۔ ابو احمد عبداللہ بن محمد المعروف بابن عدی جرجانی المتوفی ۳۶۵ھ حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی محدث کو سوال کیا کہ آپ ایک کتاب تصنیف کریں جس میں احادیث کے ضعیف راویوں کا حال ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پاس ابن عدی کی کتاب نہیں وہ ثقہ ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ آپ عربی کے عارف نہیں تھے لیکن علل و الرجال کے حافظ تھے۔

کامل۔ فی معرفۃ الضعفا والمتروکین ساٹھ اجزاء کی جرح والتعدیل میں اکمل کتاب ہے۔ ائمہ حدیث کو اس کتاب پر اعتماد رہے۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب اسم باسمی ہے اسی کتاب پر حکام محکم نے فیصلہ کیا ہے اور جو کچھ اس کتاب میں کہا گیا ہے اس پر متقدمین اور متاخرین راضی و خوش ہیں اور اسی کتاب پر ایک ذیل کبیر شیخ ابو العباس احمد بن محمد مفرج بنانی اشبیلی المعروف بابن الرومیہ متوفی ۶۳۷ھ نے لکھا ہے۔ جس کو الحافل فی تکملۃ الکامل کہتے ہیں۔ اور اس کا ایک مختصر بھی بنایا گیا ہے (کشف الظنون صفحہ ۲۹ نمبر کتاب ۹۴۰)

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ابدال چالیس ہیں۔ بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا مقرر فرما دیتا ہے۔ جب امر قیامت آئیگا تو وہ سب قبض کئے جائینگے۔ روایت کیا اس حدیث کو روض الریاحین فی حکایات الصالحین میں (صفحہ ۸) آئمہ کی ایک جماعت سے اور روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں موقوفاً (صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر) اور روایت کیا اس کو ابن عدی نے کامل میں۔

حدیث ۴۸۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ الْبُدَلَاءُ بِالشَّامِ وَ النُّجَبَاءُ بِمِصْرَ وَالْعَصَائِبُ بِالْعِرَاقِ وَالنُّقَبَاءُ بِخُرَاسَانَ وَالْاَوْتَادُ بِسَائِرِ الْاَرْضِ وَ الْخِضْرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَیِّدُ الْقَوْمِ رَوَاہُ فِیْ رَوْضِ الرَّیَاحِیْنِ۔

مصر۔ شہر افریقہ کے شمال مشرق میں ایک ملک ہے۔ شہر مصر اسی میں ہے جسے القاہرہ کہتے ہیں خدیو مصر وہیں رہتا ہے اور علاوہ اس کے اسکندریہ، دمیاط، روزطہ، سویز، پورٹ سفید وغیرہ شہر بھی ہیں۔ تیزی تلوار دو چیزوں کے بیچ کی حد۔ (لغات فیروزی)

عَصَائِب۔ جمع عصابہ دس سے چالیس تک آدمیوں کی جماعت کا نام ہے جس کا واحد لفظی

نہیں ہے، یا جماعت زہاد۔ اولیاء اللہ کا نام ہے اور ان کا عراق میں جمع ہونا حرب کے واسطے ہے (نہایہ جزری)

نُقَبَاء۔ جمع نقیب، قوم کی خبریں اور انکے حال کی تفتیش کرنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے لیلۃ العقبہ میں ان صحابہ کو جنہوں نے آپکے ساتھ بیعت کی تھی، ایک ایک جماعت پر مقرر کیا تھا، تاکہ اُن کو مسلمان بنائیں اور اُنکی شرائط کو معلوم کریں، اور وہ بارہ نقیب تھے، اور سب انصار کی جماعت سے تھے (نہایہ جزری) موسٰے علیہ السلام کے نقیب بھی بارہ ہی تھے، اور کلام الٰہی وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا میں اُسی کی طرف اشارہ ہے (یعنی ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بھیجے)

خُرَاسَان۔ مشرقی ملک ایران کے مشرق اور افغانستان کے مغرب میں ایک ملک ہے، جس میں ہرات اور مشہد بڑے شہر ہیں، ایک پردہ موسیقی کا بھی نام ہے۔ (فیروزی)

خِضر۔ ایک پیغمبر یا ولی اللہ کا نام ہے، قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ خضر بفتح خا و کسر ضاد ہے، وبکسر خا وسکون ضاد بھی ہے، اور اسم مبارک ان کا بلیا ابن بلکان ابن فالع ابن عامر ابن سالخ بن ارفخشد ابن سام ابن نوح ہے، کنیت ابو العباس لقب خضر ہے، اور وجہ ملقب بخضر ہونے کی محققین نے یوں بیان فرمائی ہے کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے، وہاں سبزہ اگتا تھا، چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت خضر جہاں نماز میں مشغول ہوتے تو جائے سجدہ اور اطراف حصیر (چٹائی) میں سبزہ اُگ آتا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اِنَّمَا سُمِّيَ خَضِرًا لِاَنَّهُ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خُضْرًا۔ الحدیث رواہ البخاری مظاہر حق ص ۱۳ فی باب بدء الخلق وذکر الانبیاء (یعنی خضر بیٹھے پتھر سفید پر اور اُسی وقت اُن کے نیچے سبزہ اُگا۔ آنجناب نیک خلق و جوانمرد و شفیق تمام خلائق کے ہیں اور جود و عطا میں بے نظیر ایثار آپ کی عادت ہے، شیخ علاؤ الدولہ سمنانی عروہ میں لکھتے ہیں کہ دس اصحاب حضرت خضر کے ساتھ رہتے ہیں، اور اکثر مصاحب ابدال و قطب کے رہتے ہیں، حافظ ابن حجر و سخاوی و قسطلانی و جمہور علماء و حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک بقید حیات ہیں، اور یہ امر مثل آفتاب روشن ہے، مگر اکثر محدثین مثل بخاری و ابن مبارک و ابن جوزی حیات خضر علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں، اور دلیل اُن کی ایک حدیث ہے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریب رحلت فرمایا کہ ہر ایک جاندار جو روئے زمین پر ہے، بعد سو برس کے زندہ رہنے کا، لیکن اس حدیث میں اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام دریا میں فرض کئے گئے تھے، نہ زمین پر اور ارشاد رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مردم روئے زمین کے واسطے تھا، نہ اوروں کے واسطے، ملاقات حضرت خضر علیہ

السّلام کی اولیاؤں سے مرتبہ شہرت کو پہنچی ہے بلکہ بحد تواتر اور قصص و حکایت اس ملاقات کے حیطہ شمار سے افزوں ہیں چنانچہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت نظام الدین زری زربخش بدایونی کے پاس تشریف لانا و علی ہذا اکثر سالکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور اعمال خیر کی ترغیب دینا، اور وصول الی اللہ کے حصول پر تحریص کرنا نہایت مشہور ہے۔ اور کتب حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ میں مذکور ہے اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کہ قدوہ ارباب کشف و کمال سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص وجود حضرت خضر علیہ السّلام کا انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے چنانچہ فصل الخطاب میں مذکور ہے، اور جو محقق مجد الدین فیروز آبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ درباب عمر خضر و الیاس حدیثے صحیح ثابت نشدہ، سو غالباً اس محقق کے طریق پر ثابت نہ ہوگی ورنہ محقق جزری حصن حصین میں مستدرک حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول الثقلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ایک مرد جسیم صبیح الوجہ (خوبصورت) سفید ریش مجمع اصحاب میں آیا، اور رویا پھر تعزیت کر کے چلا گیا، بعد ازاں صدیق اکبر و علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ مرد سفید ریش حضرت خضر علیہ السّلام تھے، اسی طرح سیوطی نے جمع الجوامع میں ملاقات حضرت خضر علیہ السّلام کی عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مفصل بیان کی ہے اور تنزیہ الشریعۃ میں چند احادیث ملاقات حضرت خضر علیہ السّلام کی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ وغیرہ اصحاب سے نقل کی ہیں، کہ بسبب کثرت طرق مرتبہ صحت کو پہنچتی ہیں، اور ملاقات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السّلام سے قطعی یقینی ہے اور ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا لَوْ کَانَ الْخَضِرُ حَیًّا لَزَارَنِیْ یعنی اگر خضر زندہ ہوتا، تو میری زیارت کرتا اوّل تو رفع اس حدیث کا بر طریق معمول اہل حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ قول منکر حیات حضرت خضر علیہ السّلام کا معلوم ہوتا ہے، بالفرض اگر رفع اس کا ثابت بھی ہو جائے تو احتمال ہے، کہ یہ سخن قبل از ملاقات حضرت خضر علیہ السّلام کے ہوگا، کیونکہ اکثر احادیث حضرت خضر علیہ السّلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں، کہ بعض مشائخ اہل حدیث نے ان کو سنا ہے، اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ تتبع و تصفح کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے اور شیخ احمد ابن ابی بکر بن محمد محدث نے مع سند اپنی انہیں حدیثوں کو ایک کتاب میں جمع فرمایا ہے جس کو ضرورت ہو اس کو ملاحظہ کرے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ (ملخصاً از تفریح الاذکیا، جلد اوّل ص۵۷۵)

ترجمہ: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا آپ نے ابدال

شام میں اور نجباء مصر میں اور عصائب عراق میں اور نقباء خراسان میں اور اوتاد باقی زمین میں اور حضرت خضر علیہ السلام سب قوم کے سردار ہیں، روایت کیا اس کو روض الریاحین میں صفحہ ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ ہجرت مقدس نبوی) و نیز مطبوعہ ۱۳۲۲ھ ص۳

حدیث (۵) عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ اَلْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا عَلٰی مِنْھَاجِ اِبْرَاھِیْمَ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ اٰخَرَ وَالْعُصَبُ بِالْعِرَاقِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ اٰخَرَ عِشْرُوْنَ مِنْھُمْ عَلٰی اجْتِھَادِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَعِشْرُوْنَ مِنْھُمْ قَدْ اُوْتُوْا مَزَامِیْرَ اٰلِ دَاوٗدَ وَالْعُصَبُ رِجَالٌ یُّشْبِھُوْنَ الْاَبْدَالَ رَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ

حذیفہ بن الیمان۔ آپ کا اسم شریف حُسَیل ہے، اور یمان ان کا لقب ہے، اور کنیت ابو عبد اللہ عیسی ہے، آپ مع اپنے والد کے اسلام لائے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور جنگ اُحد میں حاضر ہوئے اور وہاں آپ کے باپ کو مسلمانوں نے خطاءً شہید کر دیا، آپنے باپ کا خون مسلمانوں کو بخشدیا، اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی اسلام لائیں اور ہجرت کی، جیسا کہ ترمذی نے مناقب حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں روایت کیا، زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہمدان، رَی، دینور آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوئے، اور فتح جزیرہ میں بھی آپ حاضر ہوئے، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو مدائن کا والی بنایا، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو علم ماکان ومایکون قیامت تک کا بتادیا (مقدمہ ہدایہ بحوالہ تہذیب) آپ محرم راز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، آپ سے عمر فاروق اور علی المرتضیٰ اور ابو الدرداء وغیرہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین نے روایت کی ہے ۳۵ھ یا ۳۶ھ چالیس رات بعد شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مدائن میں انتقال فرمایا اور وہیں ان کا مرقد مبارک ہے (اکمال فی اسماء الرجال)

منہاج۔ راہ راست وکشادہ، صراط مستقیم۔

اجتہاد۔ کوشش کرنا، دل سے سوچ کر ایک بات نکالنی، قرآن وحدیث اور اجماع پر قیاس کرکے شرعی مسائل کا استنباط کرنا۔ (لغات فیروزی)

عیسٰی علیہ السلام۔ معرب یسوع سریانی لفظ ہے، مشہور پیغمبر علیہ السلام کا نام ہے جن کا سن عیسوی جاری ہے، آپ بیت اللحم میں جو بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں ہے پیدا ہوئے بڑے درجہ کے نبی اور مقبول بارگاہ خدا تھے، کتاب انجیل مقدس اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں مرحمت

ہوئی تھی، مردہ کو زندہ کرنا مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں روح ڈالنا، اندھوں اور جذامیوں کو شفا بخشنا پانی پر چلنا وغیرہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں معجزات عطا ہوئے تھے اور چونکہ بحکم خالق کونین حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے بے پدر پیدا ہوئے تھے اس لئے ان کا لقب روح اللہ تھا، یہودی اُن کے سخت دشمن اور جان کے درپے ہو گئے تھے اس واسطے قادر مطلق نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا قیامت کے دن پھر نزول فرمائیں گے۔ (رفیع وزری)

ف آپ دنیا اور آخرت میں بڑے آبرو والے ہیں کلام الٰہی میں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اسی طرف اشارہ ہے آپ کی والدہ ماجدہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ فرمایا ہے جو ان کی کسی قسم کی توہین کرے وہ خارج از اسلام ہے آپ قیامت سے پیشتر زمین پر تشریف لائیں گے عدل و انصاف سے پُر کر دیں گے اور نکاح کریں گے اور اولاد پیدا ہو گی پھر انتقال فرما کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس روضہ شریف میں دفن ہوں گے چنانچہ روضہ اقدس میں جو تھے مقبرہ شریف کی جگہ موجود ہے جو شخص یہ کہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر موجود در اصل جوز آصف ہے اس کو یسوع آصف بنا کر کہے کشمیر میں ہے وہ دجال کذاب ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ایسے قادیانی لوگوں کے کید و حبائل سے بچائے جو قادیان اور لاہور وغیرہ میں خاص طور پر لگائے گئے ہیں انبیاء اولیاء کی شان ارفع و اعلیٰ ہے ؎

کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مزامیر جمع مزمار، گانے کا آلہ، نے، بانسری، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک صحابی کی قرأت سن کر یہ فرمایا کہ مزامیر داؤد علیہ السلام سے ایک مزمار دیا گیا ہے گویا اس کی اچھی آواز اور شیریں نغمات کو داؤد علیہ السلام کے آواز کے ساتھ تشبیہ دی، خوش آوازی اور لحن آپ پر ختم تھی، **ف** تفریح الاذکیاء میں ہے کہ جب داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے تھے تو دریا کا پانی ٹھہر جاتا تھا، اور وحوش و طیور جمع ہو کر گھیر لیتے تھے، اور درختوں کے پتے زرد ہو جاتے تھے اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ستر طرح سے زبور پڑھتے تھے، ہمارے حضرت کے اصحاب میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت خوش آواز تھے، جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اس حدیث سے خوش آوازی کی بڑی تعریف نکلتی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت خداداد ہے جس کو اللہ تعالیٰ دے اس کو لغویات میں صرف نہ کرے بلکہ خدا کا کلام اس سے پڑھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریفیں الحان سے کہا کرے، حکماء کہتے ہیں کہ

تمام مزامیر واوتار ونغمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہیں، کلام الٰہی میں وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا میں لحن داودی کی طرف اشارہ ہے (مشارق الانوار، نہایہ جزری وغیرہ)

ترجمہ:۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابدال شام میں چالیس ہیں، ان میں سے تیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہاج پر ہیں، جب کوئی انتقال فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دیتا ہے، اور عُصَب عراق میں چالیس آدمی ہیں جب ان سے کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے، ان سے بیس اوپر اجتہاد عیسٰے علیہ السلام کے ہیں اور ان بیس کو داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی دی گئی ہے، اور عُصَب ابدال کے مانند اولیاء اللہ کی ایک جماعت کو کہتے ہیں (روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں)

حدیث (۱۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ بَدَلَ اٰخَرَ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاتُوْا كُلُّهُمْ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ (رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِى النَّوَادِرِ)

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ابدال چالیس ہیں، جب ان میں سے کوئی انتقال فرماتا ہے تو دوسرا بدلا جاتا ہے، جب قیامت کا روز ہوگا، سب وفات پا جائینگے، بائیس شام کے ملک میں ہیں، اور اٹھارہ ملک عراق میں۔ (روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں)

چوتھا باب

ابدال کی علامتوں میں جن سے پہچانے جاتے اور معلوم ہوتے ہیں

حدیث (۱۷) عَنْ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عَلَامَةُ اَبْدَالِ اُمَّتِىْ اِنَّهُمْ لَا يَلْعَنُوْنَ شَيْئًا اَبَدًا (رَوَاهُ ابْنُ اَبِى الدُّنْيَا فِى كِتَابِ الْاَوْلِيَاءِ)

بکر بن خنیس۔ کوفی عابد نزیل بغداد ہیں، ابن معین انکو لیس بشی فرماتے ہیں اور مرہ کہتے ہیں کہ شیخ صالح لاباس بہ اور ابو حاتم فرماتے ہیں صالح جدا لیس بالقوی۔ ان کی ایک حدیث ہے، جو انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں مَنِ اهْتَمَّ بِجَوْعَةِ اَخِيْهِ فَاَطْعَمَهٗ حَتّٰى يُشْبِعَهٗ وَسَقَاهُ حَتّٰى يَرْوِيَهٗ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ یعنے جو شخص اپنے بھائی کی بھوک سے غمگین ہو کر کوشش

سے اس کو پیٹ بھر کر کھلائے پلائے، اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ دوسری حدیث بطریق حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے، کہ رات کے قیام کو لازم پکڑو، بیشک وہ پہلے صالحین کی عادت ہے، اور گناہوں سے روکنے والا اور سیئات کا مٹانے والا اور جسم سے بیماری کو دُور کرنے والا ہے، ہذا حدیث حسن غریب قال ت (غالباً ترمذی مراد ہیں، میزان الاعتدال ۱۱۴۸ ت ق)

ابن ابی الدنیا۔ کنیت انکی ابوبکر اور نام عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن ابی الدنیا ہے ان کو قرشی اور اموی بھی کہتے ہیں، کیونکہ ان کا باپ موالی بنی امیہ سے تھا، جائے پیدائش اور مسکن ان کا بغداد ہے، ولادت ان کی ۲۰۸ھ میں ہوئی، علی بن جعد اور خلف بن ہشام اور سعد بن سلیمان اور دوسرے عمدہ محدثین سے علم حدیث اخذ کیا، اور آپ آتالیق (استاد) اور مؤدب معتضد عباسی کے تھے، جو مشہور خلیفہ ہیں، اور قبل ازیں چند خلفاء کے استاد و مؤدب رہے ہیں، ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے باپ نے ان سے حدیث لکھی ہے، اور وہ صدوق (بڑے راستباز) تھے، کہتے ہیں کہ آپ کے کلام میں ایسا تصرف تھا، کہ ایک ساعت میں ہنسا اور رولا دیتے تھے، اور یہ سب کچھ بنا بر وسعت علم اخبار اور قدرت تصرف کلام کی وجہ سے تھا، وفات انکی جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ میں ہوئی۔

کتاب الاولیاء۔ یہ درست نہیں، ابن ابی الدنیا کی تصنیف کتاب الدعاء ہے، جو ایک نہایت خوب و نفیس کتاب ہے، اس کے پہلے پہل ننانوے ۹۹ نام باری تعالیٰ بروایت ابن سیرین از ابی ہریرہ ہیں، اور بعد اس کے چالیس اسم اور یسی ہیں، اور ان کی سند حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے، بعد ازاں اسم اللہ الاعظم ہے، پھر دعاء الفرج (کشائش) ہے اسی طرح لکھتے جاتے ہیں، ابن ابی الدنیا کی ایک اور تصنیف بھی اسی باب میں ہے جس کا نام مجابی الدعوات ہے، اس کے شروع میں یہ حدیث ہے کہ سوائے تین کے گہوارہ میں کسی شخص نے کلام نہیں کیا، (۱) عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (۲) اور صاحب جریج عابد (۳) اور ایک لڑکے نے ماں کی گود میں جب وہ اسے دودھ پلا رہی تھی، الخ (بستان المحدثین ص۶۲)

ترجمہ:۔ بکر بن خنیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا اُس نے فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اُمت کے بدال کی یہ علامت ہے، کہ وہ کبھی کسی شئے کو لعنت نہیں کرتے، روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الدعاء میں (کتاب الاولیاء ابن ابی الدنیا کی کوئی کتاب نہیں ہے)

ف کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے، اور اسے مردود و ملعون نہ کہے اور جس کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے، یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر لعنت نہ کہے یونہی مچھر اور ہوا اور جمادات و حیوانات پر بھی لعنت ممنوع ہے، مگر بچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث شریف میں لعنت آئی

ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان بہت طعن کرنے والا اور لعن کرنے والا اور فحش بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا، دوسری حدیث میں ہے بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہونگے تیسری حدیث میں ہے مسلمان کی لعنت مثل اس کے قتل کے ہے، چوتھی حدیث میں ہے جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے اس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر زمین کی طرف اترتی ہے اس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر داہنے بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی اگر جس پر لعنت کی لعنت کے لائق ہے تو اس پر جاتی ہے ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے، اور فرماتے ہیں اے عورتو! صدقہ دو کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں عرض کی کس سبب سے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں سو بار شراب پی، ایک صحابی نے اس پر لعنت کی اور کہا کب تک اس کا فساد باقی رہیگا، حضور نے فرمایا شیطان اس کا دشمن موجود ہے وہ کفایت کرتا ہے، تو لعنت کرکے شیطان کا یار نہ ہو، اور ایک شخص نے شراب پی اس کو مارتے اور لعنت کرتے، فرمایا لعنت نہ کرو کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔

سوال شرع شریف میں ظالموں اور بیاج کھانے والوں اور اس کے معاملہ میں پڑنے والوں پر اس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو جگہ دے اور جو غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرے اور سوا اُن کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے اور اگلے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے ہیں۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور فرشتے بھی ان پر لعنت کیا کرتے ہیں۔ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ع

جواب۔ لعنت، لغت میں معنے طرد و ابعاد کے ہے، اور اہل شریعت کبھی اس سے طرد و ابعاد رحمت الٰہی و بہشت سے اور کبھی طرد و ابعاد جناب قرب اور رحمت خاص و درجہ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔ پہلے معنے کافروں کے لئے خاص ہیں جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی ہو، جیسے ابوجہل ابولہب فرعون شیطان، ہامان اس پر لعنت جائز۔ انبیاء علیہم السلام جس پر لعنت کرتے تھے، باعلام الٰہی اُن کے کافر مرنے سے واقف تھے، اور فرشتے بھی انہیں پر لعنت کرتے ہیں جن کی بدانجامی سے باعلام الٰہی واقف ہوتے ہیں یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں یعنے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کہتے ہیں، اور دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے جس جگہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں لفظ لعنت کا عصاۃ کے حق میں وارد ہے، وہاں دوسرے معنی مراد ہیں اگرچہ جواز اس قسم کا بھی مقید بوصف عام مذموم گنہگار ہو۔

ہے۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ اور لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ کہہ سکتے ہیں کسی شخص خاص پر لعنت نہیں کر سکتے شیخ محقق فرماتے ہیں لعنت کرنا کسی کو جائز نہیں سوائے اسکے جسکے کافر مرنے کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہو، اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اس کا دم اخیر محتمل ہو لعنت نہ کریں طریقہ محمدیہ میں ہے، سوا ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں یہاں تک کہ بہت محققین علما یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اس کے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور اعزہ واہل بیت کو ہزاروں بے رحمیوں اور سنگدلیوں کے ساتھ شہید کیا اور کوئی دقیقہ ہتک حرمت جرم کا باقی نہ چھوڑا، اصل اسباب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے، کیا فائدہ حاصل ہو، اس سے یہ بہتر ہے کہ اس قدر وقت ذکر وتلاوت ودرود شریف میں صرف کرے کہ ثواب عظیم ہاتھ آئے، اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا پروردگار عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو اس پر لعنت نہ کرے، اگر وہ لائق لعنت کے ہے، تو اس پر لعنت کہنے میں تضییع وقت ہے اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں تو گناہ بے لذت اسی واسطے امام عبداللہ یافعی مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے، وہ ملعون ہے، اور حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے، لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا رواہ الترمذی، شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں شیوہ اہل سنت ترک سب ولعن ہے، اَلْمُؤْمِنُ لَیْسَ بِلَعَّانٍ بعض علما فرماتے ہیں اہل سنت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے، اور کسی کو کافر نہیں کہتے، اور اہل بدعت کی برائیوں سے ہے، کہ بعض ان کا بعض کو کافر کہتا ہے، اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے، اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ از تصانیف جلیلہ امام المحققین ختام المدققین آیۃ من آیات رب العلمین بقیۃ السلف حجۃ الخلف اعلیحضرت سیدنا ومولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب محمدی سنی حنفی قادری بریلوی قدس سرہ العزیز)

حدیث (۱۸) عَنِ الْکَتَّانِیْ قَالَ اَلنُّقَبَاءُ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَالنُّجَبَاءُ سَبْعُوْنَ وَالْبُدَلَاءُ اَرْبَعُوْنَ وَالْاَخْیَارُ سَبْعَۃٌ وَالْعُمُدُ اَرْبَعَۃٌ وَالْغَوْثُ وَاحِدٌ فَمَسْکَنُ النُّقَبَاءِ الْمَغْرِبُ وَمَسْکَنُ النُّجَبَاءِ مِصْرُ وَمَسْکَنُ الْاَبْدَالِ الشَّامُ وَالْاَخْیَارُ سَیَّاحُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَالْعُمُدُ فِیْ زَوَایَا الْاَرْضِ وَمَسْکَنُ الْغَوْثِ مَکَّۃُ فَاِذَا عَرَضَتِ الْحَاجَۃُ مِنْ اَمْرِ الْعَامَّۃِ اِبْتَہَلَ فِیْہَا النُّقَبَاءُ ثُمَّ النُّجَبَاءُ ثُمَّ الْاَبْدَالُ ثُمَّ الْاَخْیَارُ

ثُمَّ الْعُمُدُ فَاِنْ اُجِیْبُوْا وَاِلَّا ابْتَھَلَ الْغَوْثُ فَلَا یَتِمُّ مَسْئَلَتُهٗ حَتّٰی تُجَابَ دَعْوَتُهٗ رَوَاهُ الْخَطِیْبُ فِیْ تَارِیْخِ بَغْدَادَ کَذَا فِی الْمَوَاھِبِ۔

کَتَّان۔ایک پودا ہے جو گز بھر اونچا ہوتا ہے اور اس کی ساق اور پتے باریک ہوتے ہیں، پھول لاجوردی اس کی چھال کو روئی کی طرح کاتتے ہیں اس کا کپڑا گرمی سردی اور خشکی میں معتدل ہے اور جسم کو نہیں چمٹتا اور دافع حرارت و باعث تقلیل پسینہ و رخارش اور سخت ورموں کے لئے نافع اور اس کے پہننے سے جوئیں کم ہو جاتی ہیں (منتہی الارب صفحہ ۱۰۹۸) پنجابی زبان میں السی اور مولینا حشمت علی بریلوی نے اسوہ حسنہ میں کتان کا ترجمہ قسر کیا ہے۔

کَتَّانِی،کتان اور اس کے کام کی طرف نسبت ہے، آپ کا اسم شریف ابو محمد عبد العزیز بن احمد بن محمد بن علی تیمی دمشقی ہے، آپ امام محدث علامہ حافظ کبیر حدیث تھے، آپ نے بہت سے محدثین سے حدیث کو سنا اور ان کی تالیف کی اور جمع کیا، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر ہمارے زمانے میں ہوتے تو ہم ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے، گویا وہ اپنے زمانہ میں حافظ حدیث کی صفت سے موصوف تھے، آپ سے تمام بن محمد اور خطیب بغدادی اور ابن ماکول وغیرہ نے روایت کی ہے، ۳۸۹ھ ہجرت مقدس میں آپ کا انتقال ہوا، (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد پنجم صفحہ ۳۹۶ مطبوعہ مصر مطبع ازہریہ صفحہ ۴۰)

نُقَبَاء۔جمع نقیب، تنے، وزبان ترازو، اور وہ کتا جس کے گلے میں آواز نرم کرنے کیلئے سوراخ کیا گیا ہو لئیم لوگ ایسا کرتے ہیں تاکہ مہمان اس کی آواز نہ سنیں اور گواہ قوم اور ان کا مقبول اور مہتر اور ماہر انساب (منتہی الارب)

نُجَبَاء۔جمع نجیب، جوانمرد و بزرگ اور ہر چیز سے معزز، اور اونٹ کاٹنے والا۔

اَخْیَار۔جمع خیر، نیک مرد، اور بہت نیکی، اور وہ چیز جس میں سب لوگ رغبت کریں خوبصورت و بہل عمل۔ابدال، اوتاد۔(زرقانی) **زَوَایَا**۔جمع زاویہ، کنج، کرانہ، کنارہ۔

غوث۔فریاد، فریاد رس، نیز یمن کے ایک قبیلہ کا نام بھی ہے، اور ابو الغوث بن نمار اور وائل بن غوث اور عمر بن غوث محدثوں کے نام ہیں۔(منتہی الارب)

اِبْتِھَال۔زاری کرنا، کلام الہٰی میں ہے، ثُمَّ نَبْتَھِلْ ای نخلص فی الدعاء یعنی اخلاص سے دعا کرے گیا

شام۔اس کی وجہ تسمیہ میں کئی قول ہیں اہل اثر فرماتے ہیں کہ ایک قوم بنی کنعان کی گھر سے نکلتے وقت اس سے بائیں طرف ہو گئی، یا اس کو اپنے بائیں طرف چھوڑا، اس لئے اس شہر کا نام شام پڑ گیا دوسری وجہ یہ ہے، کہ سام بن نوح علیہ السلام اس جگہ پہلے پہل اترے انہوں نے اس کا نام شام رکھا

شام لغت سریانی میں سام ہے یعنے سین کو تغیر لفظ عجمی کی وجہ سے شین پڑھا گیا، تیسری وجہ شام ان شہروں کو کہتے ہیں، جو قبلہ شریف سے بائیں جانب ہوں، مگر یہ قول فاسد ہے، کیونکہ قبلہ شریف کا دایاں، بایاں نہیں (معجم البلدان جلد پنجم صفحہ ۲۱۰ مصنفہ شیخ امام شہاب الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ حموی، رومی بغدادی متوفی ۶۲۶ھ ہجرت نبوی و منتہی الارب صفحہ ۹۰۹)

اسی کتاب میں عبداللہ بن عمر بن عاص سے روایت ہے کہ خیر (نیکی) کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ان میں ۹/۱۰ شام میں اور ایک حصہ تمام زمین میں رکھا گیا، اور برائی کو دس حصوں میں بانٹا گیا ہے ان سے ایک حصہ شام میں اور نو حصے تمام زمین میں ہے، اور رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے، کہ شام اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ شہروں سے ہے (جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے برگزیدہ ہیں) اور اس کے برگزیدہ بندے اسی (شام) کی طرف جمع ہوتے ہیں، اے شام والو! اس شہر کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ زمین شام ہے، مگر جس نے ابا (انکار) کیا، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے میرے لئے شام کا ذمہ لیا ہے، ایک اور حدیث میں ہے، یَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ[1] اے اسلام والو شام کو لازم پکڑو یعنی اس ملک میں اپنا قیام بنالو خدا تعالےٰ تم کو بخش دیگا، (اور بھی فضائل ملک شام کے بہت ہیں، (من شاء فلیرجع الی معجم البلدان صفحہ ۲۲)

خطیب - کنیت آپ کی ابوبکر اور نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی ہے، بروز پنجشنبہ چار ذیقعد ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کو علم حدیث سے مناسبت تھی اس لئے اُنہوں نے آپ کو حرص اس فن شریف کی دلائی، گیارہ سال کی عمر میں طلب علم اور سماع شروع کیا، بعد ازاں سفر کا آغاز کیا اور بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، دینور، ہمدان، رے اور حجاز شریف میں حافظ ابونعیم اور ابوسعید مالینی اور ابوالحسن بن بشران اور دوسرے محدثین سے استفادہ کیا، صحیح بخاری کو مکہ معظمہ میں بطریق سنت کریمہ مشاہیر راویان بخاری پانچ روز میں ختم کی نیز بخاری شریف کو تین مجلس میں ختم کیا، یعنی اس طرح مغرب کے وقت بخاری شریف کو پڑھنا شروع کیا، اور فجر کی نماز کے ساتھ بس کیا دوسری رات بھی اسی طرح گذاری، تیسرے روز چاشت سے مغرب تک اور مغرب سے صبح تک پڑھکر تمام کیا، ذہبی فرماتے ہیں، کہ یہ دماغی قوت اور قرأت کی مہارت نوادرات سے، بعد ازاں ان سفروں سے فارغ ہو کر بغداد شریف میں اقامت گزیں ہوئے اور اپنے اوقات کو تصنیف روایت حدیث سے معمور کیا، حتّٰی کہ دار البقاء کو رحلت کی آپ کی

---

[1] وعن ابن الانباری انہ یجوز ان یکون ماخوذا من الید الشومی ای الیسری ویجوز ان یکون فعلا من الشوم - ۱۲ مذیلۃ الدرایہ ۱۲ منہ

تصانیف ساٹھ سے زیادہ ہیں، از انجملہ، جامع خطیب اور تاریخ بغداد اور کفایت و شرف اصحاب الحدیث، وتلخیص المتشابہ اور کتاب الرواۃ عن مالک وغنیۃ المقتبس فی الملتبس، و روایۃ الابناء علی الآباء وغیرہ بضاعت محدثین ہیں، ہر روز کلام مجید بترتیل اور تجوید سے ختم کرتے، اور سفر حج میں لوگ ان سے لفظ بلفظ سنتے، باوجود سفر کی تکان کے اس وظیفہ سے ناغہ نہ کرتے، خدا تعالیٰ نے آپ کو دولت و ثروت ظاہری بھی وافر عطا فرمائی ہوئی تھی، اس لئے اس علم شریف کے طالبوں پر صدقات و خیرات کا سلسلہ بہت جاری کیا ہوا تھا، حج میں جب زمزم شریف کے متصل پہنچے، تین بار اس مبارک پانی کو سیر ہو کر پیا، اور خدا تعالےٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی کیونکہ اس حالت میں دعا مستجاب ہوتی ہے، اوّل یہ کہ تاریخ بغداد کو روایت کریں اور وہ منتشر داطراف اکناف ہو، دوم جامع منصور میں، کہ بہترین جگہوں بغداد شریف سے ہے، املا سے تعلیم حدیث میں مشغول ہوویں۔ سوم۔ مدفن ان کا متصل بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے ہووے، ہر سہ حاجت ان کی پوری ہوگئی والحمد للہ، ان کا مرتبہ بغداد شریف میں اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ خلیفہ وقت نے حکم دیا تھا کہ کوئی واعظ اور خطیب وغیرہ ان کی اجازت کے بغیر ذکر نہ کرے، جب آپ بیمار ہوئے، تو خلیفہ وقت کو کہلا بھیجا کہ میرا کوئی وارث نہیں، میرا مال بیت المال (شاہی خزانہ) میں جمع ہو اگر حکم ہو، تو میں اپنے طور سے راہ خدا میں صرف کروں، بادشاہ نے کہا مبارک ہے، تب آپ نے سب کتابوں کو وقف کیا، اور باقی اجناس مال کو راہ خدا میں خرچ کر دیا، اور سات ذوالحجہ ۴۶۳ھ کو انتقال فرمایا، اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی (کہ مشائخ شافعیہ کے مشاہیر سے تھے، اور علم ظاہر و باطن کے جامع ہے) نے ان کا جنازہ خود اٹھایا، ان کی وفات کے بعد بعض صالحین بغداد نے ان کو خواب میں دیکھ کر حال دریافت کیا، فرمایا، اَنَا فِیْ رَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّجَنَّۃِ النَّعِیْمِ۔ میں راحت آرام اور بہشت میں ہوں، (بستان المحدثین صفحہ ۲۷)

تاریخ بغداد۔ تصانیف خطیب سے ہے، پہلی اور دوسری جزمیں بغداد شریف کے مناقب اور اس کی بزرگی مبارک بنیاد کی بزرگی اور محاسن اخلاق اُس کے باشندوں کے بیان کئے بعد ازاں دو بغداد کے دریاؤں دجلہ اور فرات کا ذکر ہے، اور امام بخاری کا پورا پورا حال مندرج ہے، تا ترجمہ محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب قریب ربع کتاب کے ہو جاتا ہے، اور اوّل سند کہ اس تاریخ میں مذکور ہے یہ ہے۔ قال حافظ ابوبکر اخبرنا عبدالعزیز الخ ترجمہ۔ کتانی رحمۃ اللہ علیہ محدث روایت کرتے ہیں کہ لفظا تین سو میں اور بخبا ستر ہیں اور

اور ابدال چالیس ہیں، اور خیار سات ہیں اور اوتاد چار ہیں، اور غوث ایک ہے، نقبار کا مسکن مغرب ہے، اور نجبار کا مصر اور ابدال کا مسکن شام ہے، اور اخیار زمین میں سیاحت کرتے ہیں، اور اوتاد جہات اربعہ میں (یعنی ایک مشرق دوسرا مغرب تیسرا جنوب چوتھا شمال میں ہے) اور مسکن غوث (وہ قطب فرد جامع ہے) مکہ مکرمہ زادہا اللہ تشریفاً وتعظیماً ہے، جب امر عامہ سے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے، تو نقبار خلوص دل سے دعا کرتے ہیں، پھر نجبار پھر ابدال پھر اخیار پھر اوتاد اگر قبول ہو جائے تو فبہا ورنہ غوث دعار مانگتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی دعا قبول کی جاتی ہے، روایت کیا اس کو خطیب نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں اسی طرح مواہب اللدنیہ مطبع شرفیہ مصر کے جلد اوّل کے صفحہ ۳۴ وغیرہ میں ہے اور نیز زرقانی جلد خامس مطبوعہ مطبع ازہریہ جلد پنجم کے صفحہ ۳۰ میں ہے)

ف اس حدیث میں نقبار تین سو کا ذکر ہے، جن کے قلب قلب آدم علی نبینا وعلیہ السلام پر ہیں، ابدال کا مسکن شام کا مطلب یہ ہے کہ ان سے اکثر شام میں رہتے ہیں، تو اس حدیث کے مخالف نہ ہوگا، جس میں آیا ہے کہ اٹھارہ عراق میں ہیں، اگرچہ ان کا تصرف تمام زمین میں ہے، اور اوتاد زمین کے کناروں میں ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، ابن عربی فرماتے ہیں، کہ بیت اللہ شریف کے ہر ایک رکن ایک ایک نبی کے دل پر ہیں، رکن شامی والے قلب آدم پر اور عراق والے قلب ابراہیم پر اور رکن یمانی والے عیسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور حجر اسود والے قلب محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، علامہ عبد الباقی مالکی زرقانی فرماتے ہیں، کہ یہ اس قول سابق کے مخالف ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کے مشابہ کوئی نہیں (اور نہ ہوگا) اسی واسطے کسی نے یہ ذکر نہیں کیا، کہ کوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دل پر بھی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے نظیر اور بے مثل ہستی ہیں، آپکی مثل نہ کوئی ہوا، اور نہ ہے، اور نہ ہی ہوگا، کوئی بشر[1] مثلکم سے دھوکا نہ کھائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جیسے بعض نادان بے ادب گستاخ لیتے ہیں کہ ہمارے جیسے آدمی تھے، یہ ان احادیث مبارکہ کے خلاف ہے جو مشکوٰۃ[2] اور مسند احمد[3] حنبل وغیرہ کتب حدیث میں مروی ہیں، یعنی، لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ، اَیُّکُمْ مِثْلِیْ وغیرہ اور قرآن کریم میں ہے - اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ

[1] بشر نوع ہے اس لئے نوعیت میں برابری ہوئی، نہ کہ کسی چیز میں فضل یعنی (ما بہ الامتیاز) جو خصوصیات ہیں، وہ اس ندھی برابری کے پردے کو چاک کر دیتی ہیں، صالح شہید صدیق اور نبی کے مراتب سے بھی ظاہر ہے کہ آپ ہم جیسے نہیں تھے، ہم صالح بھی صحیح معنوں میں نہیں، چہ جائیکہ نبی و پھر نبی الانبیاء یہ آجکل کے گندم نما جو فروش علمار کی باتیں ہیں، ولنعم ما اجاد وابدع فیہم ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ﴿ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا۔ ۱۲ عبد الرشید مولوی فاضل خلف الرشید مصنف علامہ رہ [2] مجتبائی ص۵۱۱ بحوالہ مسلم۔ [3] جلد سوم ص۸ و ص۲۰ راوی ابو سعید رضی اللہ عنہ

(پ۲ ع۱۲)
اور وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ سے مردوں کو عورتوں پر فوقیت ثابت ہوتی ہے، جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کو خدا تعالیٰ فرما رہا ہے، يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (اے نبی کی بی بیو تم دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو) تو آپ کیسے (پ۲۲ ع۱)
دوسرے آدمیوں کی مثل ہو سکتے ہیں)۔ اور مسکن غوث مکہ مکرمہ اور بقول بعض یمن جیسا کہ ابن عساکر نے سلیمان دارانی سے روایت کیا ہے، اور قول اصح یہ ہے، کہ غوث کی اقامت مکہ مکرمہ وغیرہ سے مختص نہیں، بلکہ وہ گھومتے رہتے ہیں، اور ان کا دل ہر وقت خدا تعالیٰ کے حضور میں ہے۔

اور یہ جو فیصلہ لگیا، کہ نقباء نجباء ابدال، اخیار، اوتاد کی دعا، اگر منظور نہ ہو، تو غوث دعا کرتا ہے یہ اس حدیث کے مخالف نہیں اِنَّ دَعْوَةَ الْمُؤْمِنِ لَا يُرَدُّ خصوصاً ایسے بزرگانِ عظام کی کہ ان کی دعا ہمیشہ منظور ہونی چاہئے، بات یہ ہے کہ دعا کبھی مسئول سے مخصوص ہوتی ہے، اور کبھی غیر سے (کلام الٰہی میں ہے عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ (پ۲ ع۱۱) یعنی کئی باتوں کو انسان اچھا سمجھتا ہے، حالانکہ وہ علم الٰہی میں اس کے لئے اچھی نہیں ہوتیں، اور کئی چیزوں کو اچھا نہیں جانتا، مگر وہ اس کے لئے بہتر ہوتی ہیں، ؎ کسے شرے برانگیزد کہ خیرے ما دراں باشد۔ والا معاملہ ہوتا ہے) کبھی دعا روز قیامت کے لئے ذخیرہ رکھی جاتی ہے (کہ دنیا میں اس کی اجابت اتنی فائدہ مند نہیں جتنی قیامت میں ہوگی) اور کبھی اجابت میں تاخیر ہوتی ہے (کیونکہ كُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے) تو حصول مطلوب میں سخت ضرورت کی وجہ سے غوث جناب الٰہی میں التجا کرتا ہے کہ حتی الامکان اس ضرورت کو پورا کیا جاوے، تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے کہ اس کے بندوں کے شامل حال ہیں غوث کی دعا کو شرف اجابت بخشتا ہے۔ (زرقانی مصنفہ علامہ عبدالباقی جلد پنجم صفحہ ۴۰۰ و ۴۰۱)

پانچواں باب

اس بیان میں کہ ابدال تیس آدمی اور تیس یا چالیس عورتیں ہیں

حدیث (۱۹) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابدال تیس ہیں ان کے دل قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں جب ان میں سے کوئی انتقال فرماتا ہے، تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا ابدل دیتا ہے، روایت کیا اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں۔

ف یہ کتاب اگرچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے مگر اس میں کچھ زیادات آپ کے بیٹے عبداللہ اور بعضے ابوبکر قطیعی رکثرہ، راوی اس کتاب کے بھی ہیں اور یہ کتاب اٹھارہ مسندوں پر مشتمل ہے مسند اول عشرہ مبشرہ کی ہے (۲) مسند اہل بیت نبوی (۳) مسند ابن مسعود (۴) مسند ابن عمر (۵) مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص و ابی رمشہ (۶) مسند حضرت عباس اور ان کے پسران بزرگواران (۷) مسند عبداللہ بن عباس (۸) مسند ابی ہریرہ (۹) مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۰) مسند ابی سعید خدری (۱۱) مسند جابر بن عبداللہ انصاری (۱۲) مسند مکیاں (۱۳) مسند مدنیاں۔ (۱۴) مسند کوفیاں (۱۵) مسند بصریاں (۱۶) مسند شامیاں (۱۷) مسند انصار (۱۸) مسند عائشہ صدیقہ مع مسند النساء رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام کتاب کو ایکسو بہتر جزو پر تقسیم کیا ہے، اور صاحب اس تجربہ کے حسن بن علی مذہب ہیں جو قطیعی سے راوی اس کتاب کے ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو بطریق بیاض جمع کیا تھا، مگر ترتیب اور تہذیب اس کی وقوع میں نہیں آئی بلکہ آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ نے اسے ترتیب دی لیکن اس میں کچھ بہت غلطیوں کے مرتکب ہو گئے یعنی مدنیوں کو شامیوں میں اور شامیوں کو مدنیوں میں درج کر دیا بعض محدثین اصفہانی نے بہ ترتیب ابواب اس کو مرتب کیا، مگر وہ نسخہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور حافظ ناصر الدین بن زریق نے بھی اس کو ابواب پر مرتب کیا، مگر وہ نسخہ بھی حادثہ تیمور میں جو دمشق پر واقع ہوا مفقود ہو گیا، اور حافظ ابوبکر بن محب الدین نے اس کو حروف معجم کے مطابق ترتیب دیا لیکن صرف اسمائے مقلین میں فقط اور حافظ ابوالحسن ہیثمی نے جو احادیث صحاح ستہ سے زاید تھیں ان کو جدا کر کے ابواب پر مرتب کیا۔ انتہی۔ خلال نے اس حدیث کو باسناد حسن مرفوعاً بیان کیا ہے ندقالی ج د

ف ابدال کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ انہوں نے اخلاق سیئہ کو اخلاق حسنہ سے بدل لیا اور اس پر راضی ہو گئے، حتیٰ کہ ان کے اخلاق حسنہ ان کے اعمال کے زیور ہو گئے، عارف مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں ایک دفعہ اپنے استاد شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، کہ ایک جماعت بزرگوں کی داخل ہوئی، تو استاد صاحب نے فرمایا یہ ابدال ہیں، میں نے غور سے دیکھ کر معلوم کیا کہ وہ ابدال نہیں ہیں حیران ہوا، تو فرمایا جس نے برائیوں کو نیکیوں سے بدلا وہ بدل ہے پس مجھے معلوم ہوا کہ یہ اول مرتبہ یعنی ابتدا لمریدیتہ

کا ہے، ابن عساکر کے پاس ابن مثنیٰ نے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا، کہ تم بشر بن حرث کے متعلق کیا کہتے ہو، فرمایا سات ابدالوں سے چوتھے ہیں، مرسی فرماتے ہیں کہ میں نے ملکوت اعلیٰ میں نظر کی تو ابو مدین ساق عرش سے معلق دیکھا، جو اشقر (سرخ رنگ زردی وسیاہی سے ملا ہوا) اور ازرق (نیلا گربہ چشم) ہے میں نے کہا تمہارا مقام اور علوم کیا ہیں، جواب دیا ہمارے علوم اکہتر ہیں اور میرا مقام چوتھا خلفاء کا اور سر بدل سات کا ہے، میں نے کہا، شاذلی نے فرمایا ہے، کہ وہ ایک بحر ناپیداکنار ہے، تو اس سے ظاہر ہوا، کہ تینس ابدال کے مراتب مختلف ہیں۔ (زرقانی)

حدیث (۲۰) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَّ اَرْبَعُوْنَ اِمْرَءَۃً کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ رَجُلًا وَ کُلَّمَا مَاتَ اِمْرَءَۃٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَھَا اِمْرَءَۃً رَوَاہُ الْخَلَّالُ فِیْ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ وَالدَّیْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ

خلال۔ نسبۃ الی الخل الماکول (یعنی سرکہ فروش) زرقانی ص۲۹۵۔ کرامات الاولیاء ابن عرابی کی بھی ہے۔ (کذا فی کشف الظنون ع ۱۴۱۵ ا)

دیلمی۔ دیلم گیلان میں ایک شہر ہے، جہاں کے باشندوں کے بال گھنگریالے ہوتے ہیں، وہاں کے باشندوں کو بھی دیلم کہتے ہیں، دیلمی دیلم کا رہنے والا، آپ کا نام فردوس حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ ہے، آپ ہمدانی ہیں، اور تاریخ ہمدان بھی آپ کی تصانیف سے ہے یوسف بن محمد بن یوسف مستملی وسفیان بن حسن وعبدالحمید بن حسن وعبدالوہاب بن مندہ واحمد بن عیسیٰ دینوری، وابوالقاسم بن البسری اور دیگر علماء بیشمار سے علم حدیث حاصل کیا، ہمدان اور اصفہان اور بغداد اور قزوین اسلامی شہروں میں پھرے حافظ یحییٰ بن مندہ نے انکے حق میں کہا ہے، جوانے زیرک وحسن خلق در مذہب سنت تصلب (سخت) است وازاعتزال دور مردکم گو ودلیرد ل ۹ رجب ۵۰۹ھ میں وفات پائی (بستان المحدثین ص۶۱)

مسند الفردوس یہ کتاب مثل جامع صغیر کے ہے یعنی اس میں احادیث کو بترتیب حروف تہجی جمع کیا گیا ہے، اور جامع دیلمی کے بیٹے ہیں انہوں نے اس کی سند بھی اسی طرح لکھی اور بڑی محنت ومشقت سے اس کتاب کو تیار کیا، ان کا نام شہردار بن شیرویہ بن شہردار دیلمی ہے، اور کنیت انکی ابو منصور ہے، معرفت علم حدیث میں ان کا فہم باپ سے زیادہ تھا، چنانچہ سمعانی نے بھی آپ کے فہم اور معرفت کی گواہی دی ہے، اور علم ادب بھی خوب جانتے تھے، اور بسکر ورع اور عابد تھے، اور طلب علم حدیث میں اپنے باپ کے ساتھ شریک تھے، سفر اصفہان میں ۵۰۵ھ کو ہمراہ والد ماجد تھے، وفات ان کی ۵۵۸ھ میں

ہوئی ہے، اورنسب ان کا فیروز دیلمی کو پہنچتا ہے، جو قاتل اسود عنسی (ایک دجال کذاب کا نام ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) کے تھے، جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا فاز فیروز۔ (بستان المحدثین) فیروز ایک صحابی کا نام ہے جن کو حمیر میں نزول کی وجہ سے حمیری بھی کہتے ہیں) آپ (ابنائے فارس سے تھے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمن سے جھوٹے نبی مذکور کے قتل کی خبر آخر ایام حیات نبوی میں پہنچی اور فیروز رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ آپ سے آپ کے بیٹے ضحاک اور عبداللہ وغیرہ نے روایت کی ہے (اکمال)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں جو کوئی مرد ان سے مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام مرد کر دیتا ہے۔ اور جب کوئی عورت مرتی ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ عورت قائم کر دیتا ہے روایت کیا اس کو خلال نے کرامات الاولیاء میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں (وسیلہ جلیلہ ص ۱۱۳)

حدیث (۲۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْلُوَا الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ فَبِهِمْ تُسْقَوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ مَا مَاتَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ اٰخَرَ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ زمین ہرگز خالی نہ ہوگی، چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ کے پرتو پر ہونگے انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملیگا، اور انہیں کے سبب فتح پاؤ گے الخ (باقی الفاظ مواہب اللدنیہ و زرقانی وغیرہ میں بیان نہیں کئے گئے روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں۔ حافظ نور الدین ہیثمی فرماتے ہیں، کہ اس حدیث کی سند حسن ہے (زرقانی ص ۳۹۷ والامن والعلی ص ۲۲)

حدیث (۲۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْاَرْضِ ثَلٰثَمِائَۃِ رَجُلٍ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ سَبْعَۃٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ خَمْسَۃٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ ثَلٰثَۃٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ وَاحِدٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الثَّلٰثَۃِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلٰثَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الْخَمْسَۃِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الْخَمْسَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ

السَّبْعَةِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ السَّبْعَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ مِنَ الثَّلٰثِمِائَةِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلٰثِمِائَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ مِنَ الْعَامَّةِ فَبِهِمْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمُ الْبَلَاءَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (رَوَاهُ فِيْ رَوْضِ الرَّيَاحِيْنِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَرَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ كَذَا فِي الزُّرْقَانِيْ)

زُرْقَانِيْ۔ تالیف علامہ شیخ محمد عبدالباقی بن یوسف زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ ہجری نبوی۔

ترجمہ:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے خلق میں تین سو اولیا ہیں کہ ان کے دل قلب آدم علیہ السلام پر ہیں، اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے دل ابراہیم اور پانچ کے قلب جبریل اور تین کے قلب میکائیل اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جب ان میں ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائمقام ہوتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے ان کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین انہیں (تین سو چھپن اولیاء) کے ذریعہ سے خلق کی حیات، موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے، روایت کیا اس کو روض الریاحین صفحہ (۸) میں جماعت آئمہ سے اور روایت کیا ابونعیم نے (حلیہ میں اور ابن عساکر نے) اسی طرح زرقانی (شرح مواہب اللدنیہ) میں ہے (الامن والعلی حدیث پندرہ)

ف۔ کہ خلق کی موت اور زندگی سب اولیاء کی وساطت سے ہے ص۲۶) مظاہر حق جلد ۴ ص ۲۲۹ اصح المطابع لکھنؤ، نواب قطب الدین صاحب۔

حدیث (۲۳) وَعَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ ثَلٰثُمِائَةٍ هُمُ الْاَوْلِيَاءُ وَسَبْعُوْنَ هُمُ النُّجَبَاءُ وَاَرْبَعُوْنَ هُمْ اَوْتَادُ الْاَرْضِ وَعَشَرَةٌ هُمُ النُّقَبَاءُ وَسَبْعَةٌ هُمُ الْعُرَفَاءُ وَثَلٰثَةٌ هُمُ الْمُخْتَارُوْنَ وَوَاحِدٌ مِّنْهُمْ هُوَ الْغَوْثُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ رَوَاهُ فِيْ رَوْضِ الرَّيَاحِيْنِ۔ (مصری ص۸ مطبع میمنہ)

ترجمہ:۔ اور خضر علیہ السلام فرماتے ہیں تین سو اولیا ہیں، اور ستر نجبا اور چالیس اوتاد زمین اور دس نقباء اور سات عرفا اور تین مختار اور ایک ان سے غوث ہے، راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب سے روایت کیا اس کو روض الریاحین میں۔

ف۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا پ سورہ نبا) فرمایا ہے، تو اولیا کرام سے چار اوتاد مثل پہاڑوں کے ہیں زمین پر ان میں ایک سے اللہ تعالیٰ مشرق کو محفوظ رکھتا ہے

اور دوسرے سے مغرب کو اور تیسرے سے شمال کو اور چوتھے سے جنوب کو اور وہ ہر زمانے میں چار ہوتے ہیں، اس سے کم و بیش نہیں ہوتے اور انکو عمد بھی کہتے ہیں۔ (کذا فی الزرقانی شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۶ جلد پنجم)

حدیث (۲۴) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ ثَلٰثِیْنَ مِثْلَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ بِهِمْ تُغَاثُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ تَارِیْخِهٖ (دسید جلید صفحہ ۱۱۴)

ابو ھریرۃ۔ آپ کے اسم اور نسب میں اختلاف کثیر ہے، اور مشہور یہ ہے کہ جاہلیت کا نام ان کا عبد الشمس یا عبد عمر تھا، اور اسلام میں عبد اللہ یا عبد الرحمٰن، دوسی ہیں حاکم ابو احمد کہتے ہیں کہ بقول ابو ہریرہ کا نام عبد الرحمٰن بن صخر ہے کنیت ان پر ایسی غالب ہوگئی کہ گویا ان کا نام ہی نہیں، سال خیبر میں اسلام لائے اور جنگ خیبر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے ساتھ تھے پھر رغبت علم سے ہمیشہ آپ کے پاس آتے جاتے تھے، جہاں آپ جاتے وہیں آپ کے ہمراہ جاتے اور آپ کا حافظہ اور صحابہ سے بڑھ کر تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت کی وجہ سے بہت سی باتیں آپ کو یاد تھیں، جو دوسرے صحابہ کرام کو معلوم نہ تھیں آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ جو کچھ میں آپ سے سنتا ہوں وہ یاد نہیں رکھ سکتا، آپ نے فرمایا، اپنی چادر بچھا پس میں نے چادر بچھائی، تو آنجناب نے بہت سی حدیثیں سنائیں، جو مجھے سب یاد ہوگئیں اور کوئی فراموش نہ ہوئی، امام بخاری فرماتے ہیں کہ آٹھ سو سے زیادہ صحابہ کرام نے آپ سے حدیث کو روایت کیا، جن میں ابن عباس و ابن عمر اور جابر اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، مدینہ منورہ میں ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ اٹھتر سال کی عمر میں انتقال فرمایا، اور ابو ہریرہ آپ کو اس واسطے کہتے تھے، کہ آپ اپنے ساتھ ایک بلی کے پلے کو اٹھائے پھرتے تھے[۱] (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۳۸ مطبع مجتبائی دہلی)

[۱] مقدمہ ہدایہ میں ہے آپ اصحاب صفہ کے حال سے خوب واقف تھے لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اصحاب صفہ کو کھانے وغیرہ کی دعوت کیلئے جمع کرنا چاہتے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے تو آپ انکو بلا لاتے آپ فقر و فاقہ پر صابر اور اغنیا کی صحبت سے محترز فقیہ مفتی قائم اللیل اور صائم النہار تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی امارت کے متولی ہوئے، ایک دن پشت پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے تھے، کہ لوگوں کو کہا امیر کو راستہ دو، آپکے متعلق روایت ہے، کہ حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان سے کھانا کھاتے مگر لڑائی بھڑائی سے الگ رہتے کسی نے اس کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا، الصلوٰۃ خلف علی افضل و سماط معاویہ ادسم و ترک القتال اسلم ۱۲ کذا قال امام یافعی رحمہ اللہ ۱۲ منہ سلمہ ربہ

ابنِ حبان۔ کنیت انکی ابو حاتم اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے، اور نسب ان کا یزید بن مناق بن تمیم کو پہنچتا ہے، اس لئے آپ تمیمی ہیں، اور آپ کو بُستی بھی کہتے ہیں، کیونکہ سیستان کے علاقہ شہر بُست میں رہتے تھے، آپ امام نسائی کے شاگرد ہیں، خراسان سے مصر تک سیر کرکے ہر عالم سے فیض حاصل کیا، سوائے علم حدیث کے دوسرے علوم فقہ، لغت اور طب اور نجوم بھی اچھا جانتے تھے، حاکم نے آپ سے علم حاصل کیا، اور شاگردی کی۔

ف جاننا چاہیئے، کہ ابن حبان کو ابتلا پیش آیا، کہ انہوں نے اپنی بعض کتب میں کہا ہے اَلنُّبُوَّۃُ اَلْعِلْمُ وَالْعَمَلُ یعنی نبوت علم اور عمل ہے، لوگوں نے آپ کے اس حرف پر انکار کرکے آپ کو زندقہ سے نسبت دی اور ان سے روایت حدیث اور ملاقات کو ترک کیا، جب خلیفہ وقت تک یہ معاملہ پہنچا، اس نے بغیر تحقیق قتل کا حکم دیا، یہاں تک کہ بعض محدثین ثقات نے ان کے حق میں کہا ہے کہ یہ فلسفی ہے، لیکن انصاف یہ ہے کہ یہ کلام اس کا حق سے چنداں دور نہیں، وفات انکی بروز جمعہ ۲۲ شوال ۳۵۴ھ کو ہوئی، انکی تصانیف بہت ہیں، از انجملہ تاریخ ثقات متداول ہے جس سے نقل لاتے ہیں اور کتاب الضعفاء بھی متداول ہے، وکتاب مناقب مالک ومناقب شافعی رحمۃ اللہ علیہما اور انواع العلوم اور کتاب ہدایہ الی علم السنن وغیرہ وغیرہ ہیں، (البستان المحدثین ص ۳۹)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ خالی رہے گی زمین تیس اولیاء اللہ سے مثل ابراہیم خلیل الرحمن کے ان کے ذریعے فریاد کو پہنچتے ہو، اور انہیں کی برکت سے رزق اور مینہ دیئے جاتے ہو، روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی تاریخ ثقات میں۔

چھٹا باب

ابدال کی خاصیتوں کے بیان میں

حدیث (۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خِیَارُ اُمَّتِیْ فِیْ کُلِّ قَرْنٍ خَمْسُمِائَۃٍ وَالْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ فَلَا الْخَمْسُمِائَۃُ یَنْقُصُوْنَ وَلَا الْاَرْبَعُوْنَ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مِنَ الْخَمْسِمِائَۃِ مَکَانَہٗ وَاَدْخَلَ فِی الْاَرْبَعِیْنَ مَکَانَہٗ یَعْفُوْنَ عَمَّنْ ظَلَمَھُمْ وَیُحْسِنُوْنَ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْھِمْ وَیَتَوَاسَوْنَ فِیْمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۰۷، زرقانی ص ۲۹۸، مظاہر حق صفحہ ۲۲۹ جلد ۴)

ابن عمرؓ[ف۵] آپ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما قرشی عدوی ہیں اپنے باپ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بحالت صغرسنی اسلام لائے آپ بڑے پرہیزگار صاحب علم اور زہد اور بڑے محتاط تھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جو دنیا کی طرف مائل نہ ہوا ہو اور دنیا اس کی طرف مائل نہ ہوئی ہو، سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے زیادہ پرہیزگار ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی کو نہیں دیکھا اور نافع فرماتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دنیا سے انتقال نہیں فرمایا حتیٰ کہ ایک ہزار یا زیادہ غلاموں کو آزاد نہیں کر لیا، آپ وحی سے قبل ایک سال پیدا ہوئے اور بعد قتل ابن زبیر کے تین ماہ کو ۷۳ھ میں انتقال فرمایا، اور آپ نے وصیت کی تھی، کہ مجھے حرم سے باہر حل میں دفن کرنا، مگر حجاج (ظالم) کی وجہ سے یہ وصیت پوری نہ ہو سکی، اور ذی طوی مقبرہ مہاجرین میں دفن کئے گئے، آپ کی عمر ۸۴ یا ۸۶ سال تھی، اور آپ سے خلق کثیر نے روایت کی ہے، اور آپ سے ایک ہزار چھ سو تیس (۱۶۳۰) احادیث مروی ہیں امام بخاری نے اکیاسی اور امام مسلم نے اکتیس (۳۱) فرداً فرداً بیان کی ہیں، اکمال مع حواشی صنہ۲ مجتبائی۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین امت سے ہر قرن میں پانسو آدمی ہیں، اور چالیس ابدال کبھی ان سے کم نہیں ہوتے جب ابدال سے کوئی مرتا ہے، تو پانسو سے ایک ابدال میں بھرتی ہوتا ہے، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ان کے اعمال بتایئے، فرمایا، جو ان پر ظلم کرے اس کو معاف کرتے ہیں، اور جو ان کے ساتھ برائی کرے اس سے احسان کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے میں ایک دوسرے کی یاری اور مدد کرتے ہیں، روایت کیا اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں (مرفوعاً) (جلد ۱ صفحہ ۱۱) اور زرقانی میں۔

حدیث (۲۶) وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ فَهُوَ مِنَ الْاَبْدَالِ اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ وَالصَّبْرُ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَالْغَضَبُ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِيْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ،

معاذ (۱) بن انس جہنی مصری ہیں (۲) معاذ بن جبل انصاری خزرجی ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ

[ف۵] مقدمہ ہدایہ میں ہے، کہ آپ ۶۰ سال لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے، ایک اور روایت ہے کہ عبدالملک نے جب حجاج کو لکھا کہ آپ کی مخالفت نہ کرے اس کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس نے ایک آدمی کے ہاتھ ایک زہریلا اوزار دیا، سو آپ کے قدم پر چبھویا گیا، جس سے آپ کئی روز تک بیمار رہے اور انتقال فرمایا، اور ذی طوی مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے ابن خلکان ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔

ہے، آپ ان ستر صحابہ کرام سے ہیں، جو عقبہ ثانیہ میں تھے، آپ اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو شام کا عامل بنایا ۱۸ھ میں ۲۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، (۳) معاذ بن عمرو بن جموح انصاری خزرجی ہیں آپ کا انتقال خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ (۴) معاذ حارث بن رفاعہ انصاری ہیں، آپ جنگ بدر کے دن زخمی ہوئے، اور مدینہ منورہ میں اسی زخم کی وجہ سے انتقال فرمایا، بقول بعض وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔ (الکمال فی اسماء الرجال مجتبائی صفحہ ۳۲)

ترجمہ:۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تین چیزیں جس میں ہوں، وہ ابدال (کے گروہ) سے ہے (۱) رضا بقضا (۲) محرمات الٰہی سے صبر (۳) اللہ تعالیٰ کی ذات میں (اسی کے لئے) غصہ، روایت کیا اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ۔

ف:۔ اس حدیث میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام نقل نہیں کیا، کہ وہ کون ہیں، کیونکہ اس نام کے کئی صحابی ہیں ۔

حدیث (۲۷) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یُقَالُ لَھُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ یَبْلُغُوْا مَا بَلَغُوْا بِکَثْرَۃِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ وَالتَّخَشُّعِ وَحُسْنِ الْحِلْیَۃِ وَلٰکِنْ بَلَغُوْا بِصِدْقِ الْوَرَعِ وَحُسْنِ النِّیَّۃِ وَسَلَامَۃِ الصُّدُوْرِ وَالرَّحْمَۃِ لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ اِصْطَفَاھُمُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ وَاسْتَخْلَصَھُمْ لِنَفْسِہٖ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا عَلٰی مِثْلِ قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ لَایَمُوْتُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ قَدْ اَنْشَاَ مَنْ یَّخْلُفُہٗ۔ (رَوَاہُ فِی رَوْضِ الرَّیَاحِیْنِ)

ترجمہ:۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، جن کو ابدال کہتے ہیں، وہ اس مرتبہ پر کثرت نمازوں اور روزوں اور خشوع سے نہیں پہنچے، لیکن وہ صدق ورع اور نیک نیتی اور سلامتی صدور اور رحمت سے پہنچے، اللہ تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ کیا اپنے علم سے اور خاص کر لیا اپنے نفس کے لئے، اور وہ چالیس آدمی ہیں، ان میں سے کسی کا انتقال نہیں ہوتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کا خلیفہ پیدا نہیں فرما لیتا، روایت کیا اس حدیث کو کتاب روض الریاحین صفحہ ۱۸ (مطبوعہ مصر میں)

حدیث (۲۸) عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَکُوْنُ اِخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِیْفَۃٍ فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ھَارِبًا اِلٰی مَکَّۃَ فَیَاْتِیْہِ نَاسٌ مِّنْ اَھْلِ مَکَّۃَ فَیُخْرِجُوْنَہٗ وَھُوَ کَارِہٌ فَیُبَایِعُوْنَہٗ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَیُبْعَثُ اِلَیْہِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَیُخْسَفُ بِھِمْ بِالْبَیْدَآءِ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَاِذَا رَاَی النَّاسُ ذٰلِکَ اَتَاہُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَہٗ ثُمَّ یَنْشَأُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اَخْوَالُہٗ کَلْبٌ فَیَبْعَثُ اِلَیْھِمْ بَعْثًا فَیَظْھَرُوْنَ عَلَیْھِمْ وَذٰلِکَ بَعْثُ کَلْبٍ وَیَعْمَلُ فِی النَّاسِ بِسُنَّۃِ نَبِیِّھِمْ وَیُلْقِی الْاِسْلَامُ بِجِرَانِہٖ فِی الْاَرْضِ فَیَلْبَثُ سَبْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

اُمِّ سلمہ - ام المؤمنین ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر ابی سلمہ کے پاس تھیں جب ۳ھ یا ۴ھ میں وہ فوت ہوگئے، تو اسی سال میں (کہ ماہ شوال سے کچھ رات باقی تھیں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نکاح میں لائے، اور چوراسی سال کی عمر میں ۵۹ھ کو انتقال فرمایا، اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں تفریح الاذکیا میں بحوالہ تیسیر الوصول لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب (پیغام نکاح) لائے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، مرحبا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لیکن میں عورت بوڑھی ہوں اور لڑکے یتیم رکھتی ہوں، اور میرے مزاج میں غیرت بھی بہت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتیں بہت جمع کرتے ہیں اور میرے اولیا حاضر نہیں یہ حال سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا، کہ میں عمر...... میں تجھ سے زیادہ ہوں، اور خدا اور رسول یتیموں کا کفیل ہے، اور میں دعا کرونگا تو غیرت کو اللہ تعالیٰ دفع کریگا اور موجودگی اولیا ضرور نہیں کوئی ایسا نہیں جو میرے باب میں انکار کرے، تب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عمر کو کہا میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کردے اُس نے نکاح کردیا، تو حضرت

لہ مقدمہ ہدایہ میں ہے، کہ نسائی نے بسند صحیح بیان کیا ہے، آپ فرماتی ہیں، کہ پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ لائے، تو میں نے اُسے قبول کرلیا، آپ صفت جمال بارع اور عقل بالغ اور رائے صائب سے موصوف تھیں، آپ بقول واقدی ۵۹ھ اور بقول حافظ (حدیث) ابونعیم ۶۲ھ اور بقول ابن حبان اواخر ۶۱ھ میں فوت ہوئیں، اور بقول ابن حجر در اصابہ ۶۲ھ ہے، اور سک الختام شرح بلوغ المرام میں جو آپ کا انتقال ۵۷ھ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ۱۲ منہ حفظہ ربہ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے گھر لائے کیونکہ وُہ گھران کی وفات کی وجہ سے خالی تھا، پہلے شوہر سلمہ رضی اللہ عنہ سے آپ کے چار بچے، عمر، سلمہ، زینب، درہ پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، مرویات آپ کی کتب حدیث میں تین سو چونتر ۳۷۴ ہیں ازانجملہ متفق علیہ تیرہ اور فرد بخاری تین حدیثیں اور فرد مسلم تیرہ اور باقی اور کتابوں میں ہیں (کذا فی روضۃ الاحباب) اور وفات آپ کی مواہب اللدنیہ میں ۶۱ھ میں ذی الحجہ المحافل میں ۶۲ھ لکھی ہے اور نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھی، اور بروایت مشہور آخرین ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات میں آپ ہیں، مگر بعضے میمونہ رضی اللہ عنہا کو قرار دیتے ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ (تفریح الاذکیا صفحہ ۳۵۱ و اکمال ص۱۵)

خلیفۃ - جانشین ولیعہد، اس حدیث میں خلیفہ سے مراد وہ شخص ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا اس کی خلافت حکمی ہے اور وہ حکومت سلطانی ہے۔ (مظاہر حق)

رجل سے مراد امام مہدی ہونگے کیونکہ امام ابو داؤد اس حدیث کو باب المہدی میں لائے ہیں

مدینۃ سے مراد مدینہ مطہرہ (زادہا اللہ تشریفاً وتکریماً) ہے یا وُہ شہر جس میں خلیفہ ہو۔

رکن ستون، کھنبہ، جانب، قوی جند اعظم خویش واقربا، رشتہ دار، دیوار کا گوشہ۔

مقام وہ جگہ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی، (فیروزی) یہاں حجر اسود مقام ابراہیم مراد ہے

بعث برانگیختہ کرنا اٹھانا، روانہ کرنا نیند سے جگانا پراگندہ کرنا، اور قیامت سے بھی مراد ہے اور اس حدیث میں مراد لشکر ہے جو شام سے آئیگا، (مظاہر حق وفیروزی)

بیدا ۔ لغت میں بمعنے جنگل اور زمین ہموار کے ہے ایک جگہ کا نام ہے اور اس جگہ مراد لشکر سفیانی کا ہے اور یہ قتال فتنہ امارت سفیانی کا ہے، جو امام مہدی کے خروج کی علامات سے ہے اس باب میں بہت حدیثیں قریب تواتر کے وارد ہوئی ہیں ازانجملہ علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا سفیانی اولاد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کی سے ہے ایک مرد گراں سر چیچک رو کلنہ سفید آنکھ میں جو جانب دمشق سے نکلے گا، اور اس کے اکثر تابعین بنی کلب ہونگے، اور وہ لوگوں کو بہت مارنے والا ہوگا حتی کہ عورتوں کے پیٹ شق کرکے بچوں کو مار ڈالے گا، اور جب خبر حضرت مہدی کی سنے گا، ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے بھیجیگا، پھر وہ لشکر شکست پا دیگا، بعد ازاں وُہ خود ہمراہ لشکر جنگ کے واسطے دوڑیگا موضع بیدا میں اور مع لشکر زمین میں دھس جائیگا، اور ان میں کوئی بچ نہ سکے گا، مگر وہ شخص جو یہ خبر امام مہدی کو پہنچا ئیگا۔ (مظاہر حق)

اخوال جمع خال بمعنے ماموں کلبؔ عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

جِرَان آگا گردن اونٹ کا جائے ذبح سے تا جگہ نحر اس کی کہ بیٹھنے اور قرار پکڑنے کے وقت اس کو زمین پر رکھتا ہے اور یہاں کنایہ ہے اسلام کے قرار پکڑنے سے کہ ہرج مرج درمیان سے اُٹھ جائے اور جنگ و جدال کے نشان نہ رہیں اور دین واسلام اور احکام سنت وجماعت کے قرار پاویں اور استقامت پکڑیں اور آپس میں کچھ اختلاف نہ رہے۔

ابوداؤد صحاح ستہ سے ایک کتاب کا نام ہے اس میں ایک ہزار چھ سو احادیث ہیں اس کتاب کے تین نسخے مشہور ہیں۔ (۱) لؤلؤی جو ابو علی محمد بن احمد بن عمر لولوی کی طرف منسوب ہے (۲) ابن داسہ جو ابوبکر بن محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسہ تمار مصری کا ہے (۳) ابن الاعرابی کا جو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی کے مرویات سے ہے۔ روایت لؤلؤی مشرق میں مشہور ہے اور روایت ابن داسہ کا بلاد مغرب میں بہت رواج ہے اور یہ دونوں روایات ایک دوسرے کے قریب ہیں ان میں اگر اختلاف ہے تو تقدیم تاخیر میں ہے کمی بیشی میں نہیں بخلاف روایت ابن اعرابی کے کہ ان دونوں سے اس میں نقصان بین ہے اور نام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران ازدی سجستانی ہے یہ نسبت ملک سیستان سے ہے جو سندھ اور ہرات کے درمیان متصل قندھار مشہور ملک ہے اور شہر چشت کہ مکان بزرگان چشتیہ ہے اسی ملک میں واقعہ ہے اور اہل عرب اسی ملک کی نسبت میں کبھی سجزی بھی کہتے ہیں مشہور مؤرخ ابن خلکان نے باوجود کمال تاریخ دانی اور تصحیح انساب اور نسب کے اس نسبت میں غلطی کھا کر کہا ہے کہ سجستان یا سجستانہ ایک گاؤں ہے بصرے کے شہروں سے شیخ تاج الدین سبکی کہتے ہیں کہ یہ وہم ہے درست وہ ہے جو اوپر بیان ہوا لغات فیروزی میں اس کی اور تشریح اس طرح ہے کہ سیستان ایران کی شرقی حد پر افغانستان کے متصل واقع ہے اسے نیمروز اور زابلستان بھی کہتے ہیں رستم کا وہی وطن تھا پیدائش ابوداؤد کی ۲۰۲ھ میں ہوئی ہے آپ اپنے وطن سے طلب علم اور حدیث کے لئے نکلے اور بہت جگہ پھرے اور بڑے بڑے علما اور مجتہدین عراق خراسان، شام، مصر اور جزیرے کی حدیث سنی اور اجازت لی آپ شاگرد امام احمد حنبل اور ابوالولید طیالسی کے ہیں اور بہت سے علما مثل مسلم بن ابراہیم اور سلیمان بن حرب اور یحییٰ بن معین وغیرہم سے سماع اور روایت رکھتے ہیں اور ترمذی اور نسائی وغیرہ آپ سے روایت کرتے ہیں آپ کے تمام شاگردوں میں سے چار سر آمد محدثین ہو گئے (۱) آپ کا بیٹا ابوبکر (۲) لؤلؤی (۳) ابن الاعرابی (۴) ابن داسہ جن کا اوپر ذکر ہوا، موسیٰ بن ہارون جو ابوداؤد کے زمانے کے ایک بزرگ ہیں انہوں نے ان کے حق میں کہا ہے

کہ ابو داؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور ابو داؤد اپنی کتاب
میں فرماتے ہیں کہ میں نے ملک مصر میں ایک خیار دراز (لکڑی کھیرا) دیکھا اس کو ناپا، تو وہ تیرہ بالشت تھا
اور اسی طرح ایک ترنج دیکھا جس کو دو ٹکڑے کر کے اونٹ پر لادا ہوا تھا، اور وہ دو نقاروں کلاں کی طرح
اونٹ پر نظر آتے تھے، آپ نے بغداد شریف میں قیام فرما کر اپنی کتاب تصنیف کی، بعد فراغت امام
احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی، آپ نے بہت پسند کی، آپ سے منقول ہے، کہ میں نے پانچ لاکھ حدیثیں
پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی علماء سے لکھیں اور ان حدیثوں سے آٹھ ہزار چھ سو حدیثیں نکال کر اس کتاب
میں لکھیں، کہ بہت صحیح ہیں، اور ان سب حدیثوں کی جگہ چار کفایت کرتی ہیں گویا سب باتیں شریعت اور
دین کی مجملا چار حدیثوں میں آجاتی ہیں (۱) إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی نہیں ستھرے ہوتے عمل مگر
ساتھ نیتوں کے (۲) مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُ مَا لَا يَعْنِيهِ یعنی آدمی کے اسلام
کی خوبی ترک لایعنی میں ہے (۳) لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتَّى يَرْضَى لِأَخِيهِ مَا يَرْضَى
لِنَفْسِهِ یعنی مومن کامل اس وقت ہوتا ہے، جب اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو دوست رکھے جو
اپنے لئے رکھتا ہے، اور جس کو اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتا، وہ دوسرے کے لئے بھی ناخوش رکھے
(۴) اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا الخ یعنی حلال ظاہر اور حرام ظاہر ہے، اور شبہ والی
چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں جو شبہات سے بچا اس نے اپنے دین کو پاک (کامل) کر لیا
امام ابو داؤد کا یہ کہنا، کہ عقلمند کے لئے یہ چار حدیثیں کفایت ہیں، اس کا مطلب یہ ہے، کہ بعد معرفت
قواعد کلیہ شریعت اور اس کے مشہور کے، کیونکہ عبادات کی درستی میں حدیث اول کافی ہے، اور
اقارب وہمسایہ کے حقوق کی رعایت میں دوسری حدیث، اور عمر عزیز کے اوقات کے محافظات
میں تیسری حدیث اور شک اور تردد کے رفع کرنے میں کہ بسبب اختلاف علما یا دلائل کے، وہ نمار
ہو، چوتھی حدیث کافی ووافی ہے، عاقل کے لئے یہ حدیثیں حکم پیر اور استاد دونوں کا رکھتی
ہیں، ابو بکر خلال نے ان کی شان میں کہا ہے، کہ ابو داؤد پیشوا تھے، اپنے زمانہ میں اور منصف اور
متقی تھے، اور فن حدیث میں خوب بصارت اور مہارت رکھتے تھے، اور حق حدیث میں ان کی
کتاب بہت خوب ہے، اور اس کی مثل بعد مسلم اور بخاری کے کوئی کتاب (فن حدیث میں) نہیں
لکھی گئی، ابراہیم حربی کہ اس زمانہ کے عمدہ محدثین سے تھے، سنن ابو داؤد کو دیکھ کر فرمایا، کہ ابو داؤد
کے لئے حدیث اس طرح نرم کی گئی جس طرح داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کیا گیا تھا، آپ کے
مذہب میں اختلاف ہے، بعض نے شافعی اور بعض نے حنبلی بتایا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے، کہ ان کو شیخ ابو اسحاق شیرازی نے طبقات فقہا امام احمد حنبل میں شمار کیا ہے، وفات آپ کی سولہ شوال ۲۷۵ھ ہجرت مقدس النبوی میں ہوئی، اور آپ کی عمر تہتر سال تھی، اور بصرہ میں آپ مدفون ہوئے، (بستان المحدثین مع تغیر یسیر و مدینۃ الدرایۃ و مظاہر حق)

ترجمہ:۔ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ واصحابہ وسلم سے فرمایا واقع ہوگا، اختلاف نزدیک مرنے خلیفہ کے پس نکلے گا، ایک شخص اہل مدینہ میں سے درحالیکہ بھاگنے والا اور جانے والا ہوگا، طرف مکہ کے ف اس لئے کہ وہ جائے امن ہے، ہر اس شخص کی کہ پناہ پکڑے ساتھ اس کے اور عبادت گاہ ہے، ہر شخص کا پس آویں گے اس کے پاس لوگ اہل مکہ سے یعنے بعد ظاہر ہونے امر ان کے کے اور پہچاننے قدر ان کی کے پس نکالینگے، ان کو یعنی گھر ان کے سے اور امام پکڑیں گے، ان کو بخواہش و الحاح حالانکہ ناراض ہونگے، امامت سے بخوف فتنے کے پس بیعت کرینگے، لوگ ان سے درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے اور بھیجا جاویگا طرف اس شخص کے ایک لشکر شام سے یعنی بادشاہ کہ اس وقت میں شام میں ہوگا، ایک لشکر واسطے جنگ و قتال امام مہدی کے بھیجیگا پس دھسایا جاویگا وہ لشکر بیدا میں کہ نام ایک جگہ کا ہے، درمیان مکہ اور مدینہ کے پس جب دیکھینگے اور جانیں گے لوگ یہ حال اور سنینگے خبر ہلاک ہونے سفیانی کی آوینگے مہدی کے پاس ابدال ولایت شام سے اور جماعتیں اہل عراق سے پس بیعت کرینگے، وہ مہدی علیہ السلام سے پھر ظاہر ہوگا ایک مرد اور قریش سے مخالف مہدی کا ماموں اس کے یعنی ننھیال اس کی قبیلہ کلب سے ہونگے، کہ ایک مشہور قبیلہ ہے عرب سے اور دحیہ کلبی اسی قبیلہ سے تھے، پس بھیجے گا وہ مرد بھی طرف مہدی علیہ السلام کے اور تابعون ان کے کے ایک لشکر اور مدد ڈھونڈھیگا ننھیال اپنی سے کہ بنی کلب ہیں پس غالب آوینگے، مہدی علیہ السلام اور تابع ان کے، اس لشکر پر اور یہ مذکور فتنہ لشکر کلب کا ہے کہ یہ بھی علامت خروج مہدی سے ہے، اور امام مہدی لوگوں میں موافق سنت اور روش پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان کے کے کار کرینگے، کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں، اور ڈالیگا دین مسلمانی گردن اپنی زمین پر ف یعنی ثبات و قرار بادیگا، جیسے اونٹ جب بیٹھتا ہے، اور آرام پکڑتا ہے، تو پھیلا دیتا ہے، گردن اپنی پس ٹھیرینگے امام مہدی سات برس پھر وفات کئے جاوینگے وہ اور نماز پڑھینگے، ان پر مسلمان نقل کی یہ[1] ابو داؤد ص۲۳۲ نے (ف) جاننا چاہیئے، کہ بہت لوگوں نے
مشکوٰۃ ص۴۹۲

[1] مختصر تذکرہ قرطبی لعبد الوہاب شعرانی صفحہ ۱۷ مطبوعہ مصر ۱۲ -

دعویٰ کیا ہے، کہ ہم مہدی ہیں، حالانکہ وُہ باطل ہے، اور جمع ہوگئی ان پر ایک جماعت اوباشوں کی اور شہروں فساد کا ارادہ کیا، اور مارے گئے پس راحت پائی ان سے شہروں نے اور ایک جماعت پیدا ہوئی ہند میں مشہور ساتھ مہدویہ کے، کہ نہایت جاہل تھے، اعتقاد ان کا یہ تھا کہ مہدی موعود ہمارا شیخ تھا، کہ ظاہر ہوا، اور مرگیا، اور دفن کیا گیا، بعضے شہروں میں خراسان کے اور انکی گمراہیوں میں یہ بھی تھی، کہ اعتقاد کرتے تھے، کہ جو اس عقیدہ پر نہ ہو وُہ کافر ہے، چنانچہ مکے کے چاروں مذہب کے علماء نے فتویٰ دیا، کہ واجب ہے قتل ان کا، ان امراء پر کہ قادر ہوں ان کے قتل پر، اور ایسا ہی اعتقاد فاسد ہے، شیعہ کا، کہ مہدی موعود محمد بن حسن عسکری ہیں، اور وُہ مرے نہیں، بلکہ چھپ گئے ہیں، لوگوں کی نظروں سے، اور وُہ امام زمان ہیں، ظاہر ہونگے اپنے وقت میں اور حکم کرینگے، انہی سراری میں انتہی اور یہ قول اور اعتقاد بھی مردود ہے، نزدیک اہل سنت وجماعت کے اور دلیلیں اُن کی رد کی بھری ہوئی ہیں، علم کلام کی کتابوں میں اور تصریح ہے کتاب عروۃ الوثقیٰ میں، کہ انہوں نے انتقال کیا ہے، (مظاہر حق جلد چہارم صفحہ ۲۵۲ باب شراط الساعۃ بطبع اصح المطابع لکھنؤ)

ف ملک پنجاب میں بھی ایک شخص مرزا غلام احمد ابن گھسیٹی چراغ بی بی نے دعویٰ مہدی اور مسیح موعود ومجدد وکرشن وغیرہ کا کیا، حالانکہ وہ اپنے دعوے میں کذاب[1] اور بطال ہے، جیساکہ علمائے عرب وعجم کے فتویٰ سے اس کا کذب اور کفر ظاہر ہے، اس کے متبعین کا عقیدہ ہے کہ جو اس کو نبی نہ مانے وُہ مسلمان نہیں لہٰذا اس کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں، اور نہ اسکی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے،

ساتواں باب

ابدال کے صفات میں

حدیث (۲۹) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ

[1] نبی کا جہاں انتقال ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے جیسے جاننے والے جانتے ہیں، سیدالانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال مدینہ منورہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہوا، اور وہیں آپ دفن ہوئے، وہاں اب بھی بحالت حیات النبی آرام فرما ہیں مگر مرزا غلام احمد علیہ ما یستحقہ لاہور مرا اور بعد بیوپاری خود جا کر قادیان لیجا کر دفن کیا گیا، لہٰذا اپنے دعویٰ میں کاذب ہے، (۲) انبیاء علیہم السلام کے اسماء مثلاً آدم، شیث، نوح، عیسیٰ، یحییٰ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین وغیرہم مفرد ہیں مگر مرزا صاحب کا نام غلام، احمد مرکب ہے، لہٰذا کاذب ہے (۳) نبی جس نام کے ساتھ موسوم ہوتے ہیں، اس نام کا پہلے کوئی شخص نہیں ہوتا تاکہ التباس واقع نہ ہو جیساکہ کلام الٰہی میں ہے لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝

بلکہ لا ء امتی لم یدخلوا الجنۃ بکثرۃ صوم ولا صلوٰۃ ولکن دخلوھا برحمۃ اللہ وسلامۃ الصدور وسخاوۃ الانفس والرحمۃ لجمیع المسلمین رواہ الحکیم فی النوادر

حسن، سرسالار و پیشوا خانوادہ چشت اہل بہشت حضرت امام الاولیا خواجہ حسن بصری کنیت آپ کی ابو محمد و ابو سعید لقب حسن لولو بن ابی الحسن، آپ کا نسب پدری بقول سیرالاقطاب موسیٰ راعی ابن خواجہ اویس قرنی کے ساتھ ملحق ہوتا ہے، مگر طبقات حسامیہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے والد کا نام یسار تھا، جو بقول جواہر مودودی فتوحات عراق میں گرفتار ہو کر آئے تھے، اور زید بن ثابت کے غلام ہوئے تھے جن کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ میں سلمان کیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس رہ گئے تھے کہ آپ پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے، آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کی تحنیک کی یعنی خرما تبرک کا چبا کر آپ کے تالو میں لگایا، اور فرمایا آپ کا نام حسن رکھو کہ یہ خوبصورت ہے اور نیکو رو ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کی بیعت اور خرقہ ارادت حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے آپ نے حاصل کیا ہے، حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی اپنے رسالہ فخر الحسن میں آپ کی ملاقات وسماع حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت کرتے ہیں، اور ارقام فرماتے ہیں، چونکہ چند اصحاب اہل حدیث برخلاف تھے اس لئے انہیں کی کتابوں سے تتبع کیا تو صحیح ان سے اور نیز جنہوں نے ان سے استفادہ کیا، ملاقات کرنا وسننا موصول ومقبول موافق اصول علماء کے پایا بدیں طور کہ آپ کی پیدائش جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دو برس باقی رہ گئے تھے، ۲۱ھ ہجری میں بالاتفاق محدثین مدینہ منورہ میں ہوئی پھر اس وقت سے چودہ برس کئی ماہ تک حضرت امیرالمؤمنین عثمان غنی کی شہادت تک آپ مدینہ منورہ میں رہے جیسا کہ جامع الاصول جزری اور اکمال اور تہذیب حافظ جمال الدین مزی اور تہذیب التہذیب ذہبی میں ہے کہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت آپ کی عمر چودہ سال تھی، بعد اس شہادت کے آپ بصرہ میں تشریف لائے، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے زمانہ صغر سنی سے لیکر چودہ برس تک مدینہ منورہ ہی میں رہے، اور جب لوگوں نے آپ سے بیعت خلافت کی اس وقت بھی آپ موجود تھے، بلکہ اس کے بعد بھی چار پانچ ماہ آپ کا رہنا پایا جاتا ہے، احیاء العلوم میں ہے، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ کی مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت تمام واعظین کو مسجد سے نکال کر فرمایا، کہ میری مجلس میں بیان نہ کیا کریں، لیکن حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس وقت وعظ فرما رہے تھے منع نہیں کیا، آپ نے ستر بدری اور تین سو صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ سے جو اس وقت موجود تھے، دیکھا اور فیض پایا، اس سے

معلوم ہوا، کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں تھے آپ بھی وہاں تھے، کہ جو زمانہ مدینہ منورہ کے بعد کا ہے، اور واضح ہو، کہ سن تمیز کا سماع صحیح و مقبول ہے عام اس سے کہ سننے والا حد بلوغ کو پہنچا ہو یا نہیں، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے اتمام الدرایہ میں سن تحمل کا اور اس کا وقت تمیز نسبت سماع کے سات برس کے سن کا قرار دیا ہے (کذا فی اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ ص۱۱ ملحق برسائل عشرہ مطبوعہ لاہور)۔

باوجود ان واقعات کے کیونکر کہا جائے، کہ آپ نے حضرت علی کو نہیں دیکھا اور نہ ان سے ملاقی ہوئے اور نہ کچھ سنا، حالانکہ آپ چودہ برس تک مدینہ منورہ میں موجودگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں رہے، اور نماز پنجگانہ آپ کے ساتھ پڑھتے رہے، حضرت شیر خدا کا قاعدہ مستمرہ تھا، کہ امہات المومنین کی زیارت کو جایا کرتے تھے، ان میں حضرت ام سلمہ بھی تھیں، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اُنکی والدہ ماجدہ خیرہ ہر وقت ان کے گھر میں رہتی تھیں، اور آپ پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نہایت شفقت تھی، بلکہ آپ کی گود میں تربیت حاصل کی جب کبھی آپ کی والدہ کسی کام میں ہوتیں، اور آپ دودھ کے لئے گریہ کرتے تو حضرت موصوفہ جوش محبت میں اپنی چھاتی مبارک آپ کے منہ میں دیتیں، اس وقت فرط محبت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی قدرت سے چند قطرات شیر نکل آئے جس کے نوش جان فرمانے سے چند ہزار برکات و کرامات آپ کی ذات میں پیدا ہوئیں، (شائقین تذکرۃ الاولیا، سیر الاقطاب وغیرہ ملاحظہ فرما کر حظ وافر اٹھائیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو صحابہ کرام کے پاس لے جاتیں، اور اصحاب آپ کو دعا فرماتے ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئیں تو آپ نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَحَبِّبْهُ إِلَى النَّاسِ۔ یا اللہ اس کو دین کا عالم بنا اور لوگوں میں محبوب رکھ اجابت کا یہ اثر کہ آپ مقتدائے اہل حق ہوئے، اور آپ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرنا رسالہ ریحان القلوب فی التوصل الی المحبوب سے ملاحظہ کیا جائے، تذکرۃ الاولیا ص۲۰ طبع لاہور ۱۳۰۳ھ میں ہے کہ حضرت علی بصرہ میں تشریف لائے، اور رباب الطشت میں آپ کو طہارت صوری و معنوی سکھائی، آپ ریاضت و مجاہدہ میں سعی بلیغ فرماتے چنانچہ تین یا پانچ یا چھ روز میں روزہ بمتابعت سنت افطار کرتے، ستر سال تک بغیر ضرورت آپ کا وضو نہیں ٹوٹا، آپ میں کمال درجہ کی کسر نفسی اور شکستگی تھی، کہ تمام مخلوق کو اپنے سے بہتر دیکھتے اور جانتے، آپ کا جذب قلوب اس درجہ تھا، کہ اگر کوئی فاسق و فاجر بھی ایک دفعہ آپ کی محفل میں آجاتا، تائب ہوئے بغیر نہ جاتا۔

تذکرۃ الاولیا ص۲۲ میں ہے کہ ابو عمر حافظ کلام مجید تھے، ایک بے ریش خوبرو لڑکا آپ کے پاس تعلیم قرآن کریم کیلئے حاضر ہوا، آپ کی نظر خیانت اس لڑکے پر جو پڑی تھا تمام قرآن مجید الحمد تا والناس

فراموش ہوگیا، وُہ سخت بیقرار ہوکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوُا، آپ نے فرمایا، بعد فراغت حج مسجد خیف میں جاؤ، وہاں دو بزرگ محراب میں دیکھوگے، کچھ وقت انتظار کرکے جب خلوت پاؤ، تو اُن کو دعا کے واسطے کہو، چنانچہ آپ گوشۂ مسجد میں بیٹھ گئے، ایک بزرگ باہیبت کو دیکھا، کہ ان کے گرد اگرد مخلوق ہے، تھوڑے عرصہ میں ایک بزرگ سفید لباس پاکیزہ رو تشریف لائے، سب نے انکو سلام کیا، اور کچھ بات چیت کرکے وُہ بزرگ چلے گئے، اور مخلوق بھی اُنکے ساتھ چلی گئی، اور وُہ بزرگ اکیلے رہ گئے، میں آگے بڑھا، اور اپنا حال زار سنا کر دعا کی استدعا کی، آپ نے غمناک ہوکر آسمان کو نگاہ اُٹھائی، اُسی وقت مجھے سب قرآن مجید یاد ہوگیا، میں خوشی سے اُنکے قدموں پر گر پڑا، اس بزرگ نے کہا، کہ تجھے میرا پتہ کس نے بتایا، عرض کیا، کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے، اس بزرگ نے کہا کہ اُنہوں نے ہمارے راز کو افشا کیا ہے، ہم اُنکے راز کو ظاہر کردیتے ہیں، اور فرمایا، کہ جو بزرگ سفید لباس والے بعد نماز ظہر تشریف لائے، اور سب سے پیشتر چلے گئے، اور ہم سب نے اُنکی تعظیم کی، وُہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی تھے، کہ ہر روز نماز ظہر بصرہ میں پڑھ کر اس جگہ ہمارے پاس آتے ہیں اور مجھ سے بات چیت کرکے عصر بصرہ میں جا پڑھتے ہیں، اور فرمایا جو شخص ایسا امام مثل حسن رضی اللہ عنہ پاوے وُہ مجھ سے کیوں دعا کراوے۔

ف:۔ اس ذکر خیر میں کیا لطف ہے، سبحان اللہ ترغیب بھی ہے ترہیب بھی، ترہیب تو یہ، کہ بے ریش لڑکوں کو بدنگاہ سے دیکھنے میں کس قدر نقصان کا خطرہ ہے، اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ روحی فداہ نے فرمایا ہے۔ اِتَّقُوْا مِنْ اَبْنَآءِ الْمُلُوْكِ فَاِنَّ فِيْهِمْ شَهْوَةً كَشَهْوَةِ النِّسَآءِ۔ یعنی ابناء ملوک (خوبصورت لڑکوں) سے بچو پرہیز کرو، کیونکہ ان میں عورتوں کی طرح شہوت ہے، ترغیب یہ کہ اولیاء اللہ کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے کیا کیا طاقتیں عنایت فرمائی ہیں، ع

اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ان بزرگواروں کے دامن کو ہاتھ سے نہ دے، اور ان کی محبت و عظمت دل میں رکھے اور بدمذہبوں اور بے ادب گستاخوں اوباشوں کی صحبت سے پرہیز کرے، عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ۔ انہیں کے ذکر خیر کی وجہ سے رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وُہ رحمت ایسی، کہ آدمی کو طہارت و نظافت صوری معنوی اسی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، ع

یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یا اللہ صدقہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مجھے بھی انکی محبت حقیقی سے سرشار

وما مالی کرائین وبہ نستعین ۶

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

اقتباس الانوار میں ہے، کہ چار کس ارباب تصوف نے چار اماموں سے انتساب نسبت حاصل کیا (۱) حضرت حسن بصری نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے (۲) حضرت ابراہیم ادہم نے امام باقر سے، (۳) حضرت بایزید نے امام جعفر صادق سے (۴) حضرت معروف کرخی نے امام علی رضا سے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری اور انس بن مالک اور ابن عباس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے خلق کثیر تابعین و تبع تابعین راوی ہیں آپ کی وفات غرہ ماہ رجب ۱۱۰ھ ۸۹ سال کی عمر میں ہوئی، اور بصرہ میں مدفون ہوئے آپ کی وفات کا مادہ تاریخ لفظ قطب سے نکلتا ہے آپ کا مزار شہر سے باہر تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور آپ مشہور چار پیر (چودہ خانوادہ) سے ایک ہیں (تحفۃ الابرار ۱۲۲۲ مرزا آفتاب بیگ دہلوی وغیرہ)

ترجمہ:- حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا اُنہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اُمت کے ابدال کثرت نماز و روزوں سے بہشت میں داخل نہیں ہونگے لیکن اللہ کی رحمت اور سلامتی قلوب اور سخاوت نفس اور اہل اسلام کے ساتھ رحم کرنے سے جنت میں داخل ہونگے، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول صفحہ میں۔

حدیث (۳۰) عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ مِنَ الْمَوَالِیْ وَلَا یُبْغِضُ الْمَوَالِیَ اِلَّا مُنَافِقٌ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْکُنٰی)

عطاء بن ابی رباح تابعی آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کے بال گھنگریالے رنگ سیاہ ناک خشک شدہ ناک بزرگ، آنکھ ایک تھی پھر نابینا ہو گئے، مگر انعامات خداوندی، کہ اجل فقہاء اور تابعی کرکر سے تھے، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایسی حالت میں انتقال فرمایا، کہ سب اہل زمین سے لوگوں کو پیارے تھے، امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، کہ علم کے (بیشتر) خزانے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں میں تقسیم فرماتا ہے اگر کسی کو علم کے لئے مخصوص فرماتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی بہت لائق تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عطاء بن ابی رباح حبشی تھے سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ میں نے سوائے عطاء و طاؤس و مجاہد کے کسی اور کو علم رضاء الٰہی کے واسطے حاصل کرنے والا نہیں دیکھا اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۱۵ھ کو انتقال فرمایا، اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابوسعید وغیرہم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے سنا، اور آپ سے ایک جماعت راوی ہے۔

حاکم نام اور نسب آپ کا محمد بن عبداللہ بن محمد بن احمد و یہ بن نعیم ضبی ہے اور آپ کو طہمانی بھی کہتے ہیں کیونکہ آپ کے اجداد میں ایک شخص موسوم بہ طہمان تھا، آپ نیشاپوری ہیں پیدائش آپ کی ۳۲۱ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی، بچپن ہی میں علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا، اور والدین نے اس میں ترغیب دلائی اور اہتمام اور تقید کیا، خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ بلاد اسلام میں پھر کر دو ہزار شیخ سے روایت حدیث کی آپ کے والد نے امام مسلم کو دیکھا تھا، اور حاکم آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ قاضی بنائے گئے تھے، آپ کی وفات عجیب طور سے ہوئی، کہ ایک روز آپ حمام میں آئے اور غسل کر کے جب باہر تشریف لائے، ابھی صرف کمر میں تہبند ہی باندھا تھا، کہ ایک آہ ماری اور جان خدا کے سپرد کر دی، یہ واقعہ صفر المظفر ۴۰۵ھ میں ہوا بعد وفات کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر حال دریافت کیا، فرمایا بوجہ کتابت حدیث میں نے نجات پائی، خطیب بغدادی نے ان کے حال میں لکھا ہے کہ ثقہ تھے، اور مائل بہ تشیع تھے، اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شیعہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت کے قائل تھے، کہ اسلاف کی ایک جماعت کا بھی یہی مذہب تھا، (اور یہ بدعت ہے، صحابہ کرام کی فضیلت بہ ترتیب خلافت ہے، یہی مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کا ہے) واللہ اعلم بالصواب۔ کہتے ہیں کہ ان کے زمانہ اسلام کی بادشاہت میں چار شخص سرآمد محدثین تھے (۱) دارقطنی بغداد میں اور حاکم نیشاپور میں ابن مندہ اصفہان میں اور عبدالغنی مصر میں ان چاروں کے درمیان محققین اہل حدیث نے اس طرح حکم لگایا ہے، کہ دارقطنی معرفت علل حدیث میں ممتاز اور مستثنیٰ تھے، اور حاکم کو فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تمام تھا، اور ابن مندہ کثرت احادیث اور معرفت واسعہ میں فوقیت رکھتے تھے اور عبدالغنی معرفت اسباب میں متبحر زائد تھے، آپ کی تصانیف قریب ایک ہزار جزو کے پہنچتے ہیں، اور بقول ابن خلکان ایک ہزار پانصد تک ہیں، معرفت علم حدیث، تاریخ نیشاپور، مزکی الاخبار، کتاب المدخل کتاب الاکلیل، فضائل شافعی مشہور اور مفید خلائق ہیں، منجملہ صحیح حاکم بھی مشہور و معروف ہے اس کتاب میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے، ذہبی کہتے ہیں کہ اس کو میرے تلخیقات اور تعقبات کے بغیر نہیں دیکھنا چاہئے۔

کُنیٰ اس کتاب کو ذہبی نے اختصار کر کے اس کا نام مقتنیٰ فی سرد الکنی رکھا ہے، اور ابن عبدالبر یوسف بن عبداللہ قرطبی متوفی ۴۶۳ھ کی بھی کتاب ہے، اور امام مسلم اور نسائی نے بھی اسی نام سے کتاب بنائی ہے، جو سب سے بڑی کتاب اس فن میں ہے پھر حاکم کی (کشف الظنون)

مرسل۔ اس حدیث کو کہتے ہیں، جس کو تابعی بغیر ذکر صحابی کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے۔

موالی۔ جمع مولی، آزاد کرنے والا، مددگار، رفیق، صاحب، خداوند، آقا، سردار، آزاد کیا گیا تابع، ہمسایہ، چچا کا بیٹا، خسر، منعم، قسم کھانے والا، (نہایہ جزری معروف با بن الاثیر)

ترجمہ۔ عطار سے نقل ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کہ ابدال موالی سے ہیں، اور موالی کو سوائے منافق کے کوئی دشمن نہیں رکھتا، روایت کیا اس کو حاکم نے کنی میں، (زرقانی جلد خامس صفحہ ۲۵۷)

حدیث (۲۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ اِنَّهُمْ لَمْ يُدْرِكُوْهَا بِصَلٰوةٍ وَّلَا بِصَوْمٍ وَّلَا بِصَدَقَةٍ قَالَ فَبِمَ اَدْرَكُوْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِالسَّخَاءِ وَالنَّصِيْحَةِ لِلْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ فِي الْحِلْيَةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ (اللَّدُنِّيَّةِ عَلَى الْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّةِ)

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ چالیس آدمی میری اُمت سے اوپر قلب ابراہیم علیہ السلام کے ہونگے، زمین والوں سے انکی برکت سے اللہ تعالیٰ بلا دفع کرتا ہے، ان کو ابدال کہتے ہیں، اس درجہ کو انہوں نے نماز روزہ اور صدقہ سے حاصل نہیں کیا، عرض کیا گیا، ان کو یہ فضیلت کس چیز سے ملی، فرمایا سخاوت اور مسلمانوں کی خیرخواہی سے، روایت کیا اس کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں کذا فی المواہب صفحہ ۲۳ جلد اول،

حدیث (۲۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ الْاَوْتَادُ اَبْنَاءُ الْكُوْفَةِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ كَذَا فِي الزُّرْقَانِيِّ وَقَالَ اَيْ اَصْلُهُمْ لَا اَنَّهَا مَقَرُّهُمْ

کوفہ[1] اس شہر کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ھ میں آباد کیا، اور بعض کا قول

[1] شرح مسلم امام نووی جلد اول صفحہ ۱۸ میں ہے، ہی البلدة المعروفة ودار العلم ومحل الفضلاء بناها عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ۔ قاموس میں ہے، الکوفۃ مدینۃ العراق الکبری وقبۃ الاسلام ودار ہجرۃ المسلمین وکانت منزل نوح علیہ السلام ۱۲ نصر المقلدین صفحہ ۱۵ ۱۲ منہ حفظہ ربہ ۱۲۔ [2] حب اہل کوفہ شرف ہے، اور ان کا بغض تلف ہے بقول عامر کوفہ راس عرب ہے، اور بقول عمر راس الاسلام رمح اللہ جمجمۃ العرب اور بقول سلمان رضی اللہ عنہ کوفہ قبۃ الاسلام ہے، لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ سوائے کوفہ کے کہیں مومن نہ ملیگا، اگر ہوگا، تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہوگا، بقول کلبی کوفہ میں یک محلہ بنی شیطان ہے، لیعنے وہاں کے لوگ شیطان کی پوجا کرتے تھے (قالہ السید موسے تحرک) فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۶ء ۔ ترجمہ عبدالرشید مولوی فاضل ابن مصنف کان اللہ لہ ف

ہے کہ وہ بصرہ کے بعد شہر بنایا گیا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَھْلُ الْکُوْفَۃِ
اَھْلُ اللّٰہِ یعنے کوفہ والے اہل اللہ ہیں اور وہ قبۂ اسلام ہے، اس کی برکت بارہ میل تک تائی
جاتی ہے اس میں کئی مساجد ہیں ایک مسجد ہے جس میں ہزار نبیوں اور ہزار وصیوں نے نمازیں پڑھی
ہیں اسی میں عصائے موسیٰ تھا، اور بھی اس کے بہت فضائل ہیں (معجم البلدان جلد ۷ صفحہ ۲۹۷)
مصنف لغات فیروزی .. لکھتے ہیں، کہ عراق عرب کا شہر ہے جو اب اُجڑ گیا ہے۔
ابن عساکرؒ ابوالقاسم علی بن حسن دمشقی شافعی امام حافظ حدیث اکبیر محدث شام
ہیں آپ کی پیدائش ۴۹۹ھ میں ہوئی اور سماع حدیث ۵۰۵ھ کو شروع کیا، آپ کے شیوخ
(اساتذہ) تیرہ سو مرد اور اسی عورتیں ہیں سمعانی فرماتے ہیں آپ حافظ ثقہ متدین نیکوکار علامہ
عزیز الفضل اعلیٰ درجہ کے قاری تھے، اور اپنے معصرین سے اعلیٰ اور فائق ہمیشہ نماز باجماعت
ادا کرتے، آپ نے چالیس سال صف اول میں نماز ادا فرمائی، ہاں کسی عذر کے باعث کبھی ترک
فرمائی ہو، آپ ہر رات ایک قرآن مجید ختم فرماتے، اور ماہ رمضان شریف میں دن کو بھی ایک ختم کرتے
اور منارہ شرقی میں اعتکاف فرماتے، آپ ذکر اور نماز سے شب بیدار رہتے خصوصاً شب عیدین
میں آپ نے حصول علم کیلئے چالیس سال صرف کئے، اور اس قدر علم جمع کیا، جو اُن کے زمانے میں
کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا، آپ فرمایا کرتے تھے، کہ اگر کوئی کہدے کہ میرا مثل کوئی نہیں، تو
درست ہے، چنانچہ ایک صاحب علم نے کہدیا، کہ میں نے ان کی مثل اور کسی کو نہیں دیکھا، آپ کو کسی نے
کہا، کہ یہ فخر بحکم لَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ پ ۲۷ ع ۷ کے درست نہیں فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ پ ۳۰
ع ۱۸ اظہار نعمت خداوی اچھا کام ہے، آپ اپنے جیسا حافظ حدیث کسی دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے حفاظ
کی ریاست آپ پر ختم ہوگئی آپ اپنے ہر لحظ کا جو گذرتا اس کا حساب کرتے۔ ف۔ ہاں ہاں ہر شخص کے
لئے حکم ہے، حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ حساب کا دن آنے سے پہلے ہر ایک شخص کو حساب
بیباک رکھنا چاہیئے، تاکہ اُس دن دقت نہ ہو، اسی لئے کہا گیا ہے، المفلس فی امان اللہ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ میری اُمت کے غریب مسکین لوگ اغنیاء سے پہلے نصف دن
(قیامت کا یعنی پانسو سال بہشت میں داخل کئے جائینگے، آپ بڑے فقیہ ادیب سنی المذہب تھے
اور آپ کی تصانیف بکثرت ہیں ان سے بعض یہ ہیں، تاریخ دمشق اسی جلد۔ موافقات چھ جلد۔
اطراف الادبیہ چار جلد، عوالی مالک رحمۃ اللہ علیہ پچاس جزو۔ غرائب مالک دس جزو۔ معجم مجلد ا
مناقب الشبان ۱۵ جزو فضل اصحاب مدینہ مجلد ا فضل الجمعہ چار جزو۔ اربعین طوال تین جزو۔

عوالی شعبہ مجلد۔ من وافق کنیتہ کنیۃ زوجتہ۔ الجواہر فی الابدال وغیرہ آپ سے آپ کے بیٹے قسم اور ابوجعفر قرطبی اور زین الامنار ابوالبرکات ابن عساکر اور ان کے بھائی شیخ فخر الدین اور برادر زادے عزیز الدین اور حافظ عبد القادر رہاوی وغیرہ راوی ہیں، آپ کا انتقال ۱۱ رجب المرجب ۵۷۱ھ کو ہوا ہے، اور آپ کا روضہ مبارک باب صغیر میں زیارت کیا جاتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد ۴ صفحہ ۱۲۲)

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اوتاد ابنائے کوفہ سے ہیں روایت کیا اس کو ابن عساکر نے اسی طرح زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ص۲۶۶ تا ۲۹۹ میں ہے، اور کہا ہے کہ اصل ان کا کوفہ ہے نہ ٹھکانا ان کا۔

آٹھواں باب

اس امر میں کہ ابدال سابقون اور برگزیدگان اللہ تعالیٰ سے ہیں

حدیث ۴۳ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ خَوَاصَّ یُسْکِنُھُمُ الرَّفِیْعَ مِنَ الْجِنَانِ کَانُوْا اَعْقَلَ النَّاسِ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَکَیْفَ کَانُوْا اَعْقَلَ النَّاسِ قَالَ کَانَ ھِمَّتُھُمُ الْمُسَابَقَۃَ اِلٰی رَبِّھِمْ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمُسَارَعَۃَ اِلٰی مَا یُرْضِیْہِ وَزَھِدُوْا فِی الدُّنْیَا وَفِیْ فُضُوْلِھَا وَفِیْ رِیَاسَتِھَا وَنَعِیْمِھَا فَھَانَتْ عَلَیْھِمْ فَصَبَرُوْا قَلِیْلًا وَاسْتَرَاحُوْا طَوِیْلًا (رَوَاہُ فِیْ رَوْضِ الرَّیَاحِیْنِ)

براء بن عازب، ابوعمارہ انصاری حارثی صحابی ہیں نزیل کوفہ تھے (شہر) رے کو ۲۴ھ میں فتح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جنگ) جمل صفین ونہروان میں تھے، اور کوفہ میں ایام مصعب بن زبیر میں انتقال فرمایا، آپ سے خلق کثیر راوی ہیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال)

ترجمہ:۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں جن کو وہ بلند جنتوں میں جگہ دیگا وہ لوگوں میں زیادہ عقلمند ہیں (راوی) کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیسے لوگوں سے زیادہ عقل والے ہیں، فرمایا ان کی ہمت اللہ عز وجل کی طرف سبقت

کرنا اور اس کے پسندیدہ اُمور کی طرف جلدی کرنا ہے، اُنہوں نے دنیا اور اس کی اچھی چیزوں اور اس کی ریاست اور نعمتوں کو ترک کر دیا، وہ ان پر ذلیل ہوئی، تو اُنہوں نے تھوڑا صبر کیا، اور استراحت طویل کی روایت کیا اس کو امام یافعی نے روض الریاحین ص۳ میں)

حدیث (۳۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِکُلِّ قَرْنٍ مِّنْ اُمَّتِیْ سَابِقُوْنَ (رَوَاہُ اَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اُمت سے ہر زمانے میں (سابقون) سبقت کرنے والے ہیں، روایت کیا اس حدیث کو حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں،

حدیث (۳۵) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّابِقُ وَالْمُقْتَصِدُ یَدْخُلَانِ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَالظَّالِمُ لِنَفْسِہٖ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ثُمَّ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ)

اَلْمُقْتَصِدُ - میانہ رو، متوسط حال چلنے والا۔

سَابِق - اگلا بڑھا ہوا، سبقت لے جانے والا، سبق دینے والا، خلیفہ۔

ترجمہ: ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں سابق اور میانہ رو دونوں بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والا آسان حساب لیا جائے گا، پھر جنت میں داخل کیا جائے گا، روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے)۔

حدیث (۳۶) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ کُلِّ قَرْنٍ مِّنْ اُمَّتِیْ سَابِقُوْنَ وَھُمُ الْبُدَلَاءُ الصِّدِّیْقُوْنَ بِھِمْ یُسْقَوْنَ وَبِھِمْ یُرْزَقُوْنَ وَبِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ (رَوَاہُ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ)

ترجمہ:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے مروی ہے فرمایا آپ نے میری اُمت میں ہر زمانے میں سبقت لے جانے والے ہیں، اور وُہ بدلاء صدیق ہیں انہیں کی بدولت مینہ برسائے جاتے ہیں، اور انکی برکت سے روزی دیئے جاتے ہیں اور اُنہیں کے ذریعے زمین والوں سے بلائیں دفع کی جاتی ہیں، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے۔

حدیث (۳۷) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ طُوْبٰى لِلسَّابِقِيْنَ اِلٰى ظِلِّ اللّٰهِ قِيْلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْا بَذَلُوْهُ وَالَّذِيْنَ يَحْكُمُوْنَ لِلنَّاسِ بِحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ۔ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ۔

عَائِشَۃ۔ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہا ماں آپ کی ام رُمان بنت عمر ابن العامر تھیں، اور ان کی کنیت ام عبد اللہ تھی مراد عبد اللہ سے عبد اللہ ابن زبیر ہمشیرہ زادہ عائشہ صدیقہ ہیں، کہ اُن کو حضرت صدیقہ نے متبنے کیا تھا، بعد وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا خولہ نے حضرت سے کہا، کہ آپ نکاح کیوں نہیں فرماتے، اگر باکرہ درکار ہو تو عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا ہے، اور اگر ثیبہ کی خواہش ہو تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے حضرت نے فرمایا، دونوں سے پیغام کرو، بروایت صحیحہ خولہ سودہ کے پاس گئیں، انہوں نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس آئیں اور پیغام کہا، اُن کو یہ دغدغہ ہوا، کہ میں نے حضرت سے عقد مواخات باندھا ہے، میری بیٹی سے حضرت کس طرح نکاح کرینگے، یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا، کہ اخوت نسبی و رضاعی موجب حرمت ہے، نہ اخوت اسلامیہ، تب خولہ کو آپ نے فرمایا، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم غریب خانہ پر رونق فرما ہوں، مجھ کو منظور ہے، چنانچہ آپ تشریف لائے اور پانسو درم مہر سے نکاح کیا، کہ اسی وقت حضرت نے قرض لے کر ادا کیا، اُس وقت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی چھٹے برس کی تھی، اور صحیح یہ ہے، کہ مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا، کہ صدیق اکبر نے آپ کی طرف سے ادا کیا۔ (کذا فی بہجۃ المحافل) اور زفاف عائشہ صدیقہ سال اوّل و بقولے سال دوم ہجرت مدینہ منورہ میں بعمر نو برس کے واقعہ ہوا اور اٹھارہ برس کی تھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے وفات پائی، عمر پینسٹھ یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور شب سہ شنبہ سترھویں رمضان المبارک ۵۸ھ میں وفات ہوئی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور محمد بن قاسم ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے قبر میں رکھا، اور جنۃ البقیع

لہ صحیح بخاری (مناقب عائشہ ترجیح صغار وغیرہ ابواب) (۲) صحیح مسلم (نکاح) (۳) مستدرک حاکم (جلد ۴) (۴) مسند امام احمد بحمد اللہ جلد جلد ۶ صفحہ ۱۱۸ (۵) ابن سعد (جلد ۸) (۶) اسد الغابہ، اصابہ وغیرہ۔

لہ آپ کی وفات طبعی موت سے ہوئی، اور وہ جو بعض روافض اپنے خبث باطنی سے کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازہ پر ایک کنواں کھدوا، اور اس کا سر گھاس پھوس سے ڈھانپ کر حضرت عائشہ کو دعوت کے بہانے بلایا، وہ اس میں گر کر فوت ہو گئیں، ادا اوپر سخی مالدی ہے کذب و افترا ہے (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۴۳۷) افسوس صد افسوس کہ حضرت سلطان ابن سعود نے علاوہ زن بچے قبور سے بھی جنگ شدید کر کے مقامات مقدسہ کی فتح کا سہرا ایسا پہنا کہ ان کے مزارات کو بے نام و نشان کر دیا، اللہم زد فزد مالیستحق۔ قبل ازیں مولانا احمد رضا بریلوی نے اپنے رسالہ انوار البشارہ میں اور مولانا امجد علی صاحب اعظمی نے چھپے رسالہ بہار شریعت کے آخر میں

میں رات کے وقت دفن کیا، ان کے سوائے کوئی کنواری عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں نہیں آئی، آپ اجلہ فقہاء سے تھیں، اور بڑی مفتیہ و فصیحہ و بلیغہ تھیں بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرع کے ان سے معلوم ہوئے ہیں، عروہ بن زبیر کہتے ہیں، کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو عالمہ معانی قرآن مجید و حافظہ احکام حلال و حرام و ماہر شعر عرب و علم طب نہیں دیکھا، کتب صحاح میں دو ہزار دو سو دس ۲۲۱۰ احادیث آنجناب سے مروی ہیں، از انجملہ متفق علیہ ایک سو چوہتر ۱۷۴ اور فرد بخاری چوّن ۵۴ اور فرد مسلم اٹھاسٹھ ۶۸ اور باقی اور کتابوں میں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) یہ جبریل (علیہ السلام) ہیں تجھ کو سلام کرتے ہیں، اور پورا قصہ یوں ہے کہ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی جبریل کو سلام اور خدا کی رحمت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو آپ دیکھتے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی، اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ثابت ہوئی، اور معلوم ہوا، کہ ایک کی طرف سے دوسرے کو سلام پہنچانا مستحب ہے (تفریح الاذکیا ملخصاً) روافض کا اعتراض کہ آپ گڑیوں سے کھیلتے تھے، اس لئے ان کی حدیث قابل اعتبار نہیں، تو جواب یہ ہے کہ گڑیوں کے ساتھ کھیلنا حرمت تصاویر سے پیشتر تھا، (جیسے کہ شروع اسلام میں شراب حلال تھا، اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شراب کے نشہ میں مغرب کی نماز میں سورہ کافرون پڑھتے ہوئے چاروں لا چھوڑ دیئے جس سے مطلب بگڑ گیا) لہذا موجب قدح وطعن نہیں ہو سکتا، دوسرے وہ گڑیاں عرب کی ہمارے ملک کی گڑیوں کی طرح نہ تھیں جن سے کھیلنا حرام ہو تفصیل تحفہ اثنا عشریہ میں دیکھو، آپ محبوبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں، خدا نے آپ کی عصمت و برأت کلام اللہ الٰہی میں نزول فرمائی، جو تیرہ ۱۳ سال سے پڑھی جاتی ہے اور تا قیامت پڑھی جائیگی۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشخبری ہے، سابقوں کے لئے طرف سایہ الٰہی کے عرض کیا گیا وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) گورنمنٹ کالج لاہور نے کتاب الحج والزیارۃ کے صفحہ ۱۶۷ میں بتایا ہے، کہ جنت البقیع میں دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں انہیں میں مقبرہ بنات رسول (یعنی رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہما) ہے، اور وہیں مقبرہ اہل بیت جن میں نا عثمان حضرت عباس و حسن بن علی اور علی بن حسین زین العابدین اور محمد بن علی اور امام باقر و جعفر رضی اللہ عنہم ہیں، اور اسی جگہ مقبرہ امہات مؤمنین یعنی حضرت عائشہ حضرت حفصہ ام سلمہ زینب صفیہ جویریہ ام حبیبہ سودہ رضی اللہ عنہن بھی ہیں ۱۲ منہ حفظہ ربہ ۱۲

لہ الطیبت للطیبین، اولئک مبرؤن مما یقولون پ ۱۸ ع ۹ آپ کی شان میں ۱۸ آیات نازل ہوئیں، خزائن العرفان ۱۲ منہ

کون لوگ ہیں، فرمایا، وہ، وُہ لوگ ہیں جب حق دیئے جاتے ہیں تو قبول کر لیتے ہیں اور جب سوال کئے جاتے ہیں، تو خرچ کرتے ہیں، اور وُہ لوگ ہیں جو لوگوں کے لئے وہی حکم کرتے ہیں جو اپنے لئے کرتے ہیں، روایت کیا اس کو حکیم نے نوادر میں۔

حدیث (۳۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَفْوَۃُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہِ الشَّامُ وَفِیْہَا صَفْوَتُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَعِبَادِہٖ وَلَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ ثُلَّۃٌ لَاحِسَابَ عَلَیْہِمْ وَلَاعَذَابَ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

اَبِی امامہ باہلی صُدَیّ بن عجلان الباہلی ساکن مصر تھے، پھر حمص کو رحلت کی اور وہیں انتقال فرمایا، آپ ان صحابہ کرام سے ہیں، جو بہت روایت کرنے والے حدیث کے ہیں شام والوں سے اور آپ سے بہت لوگ راوی ہیں، ۸۶ھ ہجری میں اکانویں سال کی عمر میں انتقال فرمایا، شام کے صحابہ کرام سے آپ ہی آخر میں فوت ہوئے۔

ترجمہ:۔ ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ زمینوں سے شام ہے، اور اس میں اس کی خلقت اور بندوں سے برگزیدہ لوگ ہیں اور وُہ ضرور ضرور داخل ہونگے، جنت میں میری اُمت سے ایک گروہ جن پر عذاب و حساب نہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

نواں باب

اس دعا میں جس کے ہمیشہ پڑھنے سے ابدال کے زمرہ میں لکھا جاوے

حدیث (۳۹) عَنْ مَعْرُوْفِ الْکَرْخِیِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَللّٰہُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ کَتَبَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاَبْدَالِ (رَوَاہُ فِی الْمَوَاہِبِ)

معروف بن فیروز امام شیخ سلسلہ استاذ سری سقطی ہیں آپ کے زمانہ میں عراق میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا، جو مریدوں کی تربیت کرے، حتیٰ کہ تمام مشائخ کو آپ کی فضیلت معلوم ہو گئی، ابن حنبل اور ابن معین آپ کے پاس آتے جاتے، اور آپ سے سوال کرتے، حالانکہ یہ دونوں صاحب علوم ظاہری میں بے مثل تھے، آپ ہر دو کو لوگ کہتے تھے، کہ آپ جیسے لوگ حضرت معروف کرخی سے سوال کرتے ہیں، آپ دونوں صاحب جواب دیتے، کہ ہم کس طرح نہ پوچھیں

جب ہم کو کوئی ایسا امر پیش آتا ہے، کہ اس کا پتہ ہم کو کتاب اللہ اور سنتہ رسول اللہ سے نہیں ملتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، سَلُوا الصَّالِحِیْنَ یعنی (ایسی مشکل کے وقت) صالحین سے سوال کرو۔ (مشکل کشائی ہو جائیگی) آپ کی کرامات بہت ہیں آپ لذیذ عمدہ کھانے کھاتے تھے، لوگوں نے کہا، آپ خوشگوار طعام ہدیہ کھا لیتے ہیں، اور آپ کے بھائی بشر حافی نہیں کھاتے کیا سبب ہے، فرمایا میرا بھائی پرہیزگار ہے، اور میں اپنے مولا کے گھر کا مہمان ہوں، جب کبھی وُہ مجھے کھلاتا ہے کھا لیتا ہوں ۲۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (زرقانی شرح مواہب جلد خامس ص ۲۹۹) آپ کے والد خادم و دربان حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کے تھے۔ آپ معہ والدین آتش پرستوں کے مذہب پر تھے، امام موصوف نے ان کو مسلمان کیا، امام صاحب آپ سے بہت محبت کرتے تھے، جو کچھ پایا اُن کی عنایت سے پایا حنفی مذہب رکھتے تھے آپ کے مزار پر جو دعا کرو، قبول ہوتی ہے، آپ کی قبر کی خاک تریاق مجرب کہتے ہیں، آپ کے انتقال کے وقت ہرسہ گروہ یہود آتش پرست اور مسلمانوں نے جنازہ اٹھانے کا ارادہ کیا۔ مقربان حضرت سے ایک نے فرمایا، کہ آپ نے بوقت وفات وصیت فرمائی تھی، کہ جو کوئی میرا جنازہ زمین سے اٹھائیگا، میں اُس سے ہونگا، چنانکہ اوّل الذکر دو گروہ نے اٹھایا، تو نہ اٹھا سکے، آخرش مسلمانوں نے اٹھا کر آپ کو تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا۔ (کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ جدول ثالث)

ترجمہ۔ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جو شخص ہر روز (یہ دعا پڑھے) اے اللہ اُمت محمد پر رحم فرما، اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں لکھ دے روایت کیا اس کو مواہب جلد اوّل صفحہ ۴۲۰ میں (زرقانی ص ۴۱)

ف:۔ ابن عربی حلیتہ الابدال میں فرماتے ہیں، کہ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا، کہ میں ایک رات ورد سے فارغ ہو کر گھٹنوں میں سر رکھ کر ذکر الٰہی میں مشغول تھا، مجھے محسوس ہوا کہ ایک شخص نے میرا مصلا اٹھا کر اس کی جگہ چٹائی بچھا دی ہے، اور کہا کہ اس پر نماز پڑھ مجھے خوف لاحق ہوا، تو کہا جس کو اللہ تعالےٰ سے انس ہو، وُہ نہیں ڈرتا، پھر کہا۔ اِتَّقِ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ حَالٍ یعنی ہر حال میں خدا سے ڈر۔ پھر مجھے صبر کا الہام ہوا، تو میں نے کہا، ابدال کس طرح ابدال بن جاتے ہیں، جواب دیا چار چیزوں سے (جن کو ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں بیان کیا ہے، **صمت** (خاموشی) **عزلت** (تنہائی) **بھوک** اور شب بیداری سے پھر وہ شخص چلا گیا،

اور مجھے یہ معلوم نہ ہوا، کہ وُہ کس طرح آیا، اور چلا گیا، حالانکہ میرا دروازہ بند تھا، ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ شخص ابدال ہے، اور اس کا نام معاذ بن اشرس ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف:۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قطب حضرت ابوبکر صدیق تھے پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر باتفاق جمہور حسن بصری رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں، کہ آپ کے بعد درجہ قطبیت سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمایا گیا، اور صحابہ کرام کے بعد اوّل قطب عمر بن عبدالعزیز تھے، جب قطب کا انتقال ہوتا ہے، تو اُس کے دو وزیروں سے ایک اس کا جانشین بنایا جاتا ہے، جن سے ایک عالم ملکوت کے کام کرتا ہے، دوسرا عالم ملک کے، اوّل دوسرے سے اعلیٰ مقام کا ہے، قطب کو اس لئے قطب کہتے ہیں کہ وُہ دنیا کی جہات اربعہ میں اس طرح دورہ فرماتے ہیں، جیسے فلک اپنی جہات میں دورہ کرتا ہے، قطب باطنی خلیفہ اور سیدِ اہل زمان ہوتا ہے، قطب چکی کی اس میخ کو بھی کہتے ہیں، جس کے گرد وُہ گھومتی ہے۔ قطب، کو ہر ایک شخص دیکھ اور پہچان نہیں سکتا، مگر اپنی استعداد کے مطابق یہ مرتبہ بڑا ثقیل (بھاری) ہے۔ (زرقانی صفحہ ۳۹۷)

حدیث (۴۰) وَعَنْهُ قَالَ مَنْ قَالَ فِي كُلِّ يَوْمٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ كُتِبَ مِنَ الْاَبْدَالِ (رَوَاهُ فِي الْحِلْيَةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ) (زرقانی صفحہ ۴۰۰)

ترجمہ:۔ حضرت معروف کرخی فرماتے ہیں، جو شخص ہر روز دس بار یہ دعا پڑھے اے اللہ امتِ محمد کی اصلاح کر اے اللہ امتِ محمد سے غم دُور کر! اے اللہ اُمتِ محمد پہ رحم کر، تو وُہ ابدال میں لکھا جائیگا۔

ف:۔ جب منہیات سے اجتناب کرے اور طاعات بجالائے، یا یہ مطلب ہے کہ اس کا پڑھنے والا اگرچہ مرتکب کبائر ہو، اللہ تعالیٰ اس کو خالص توبہ کی توفیق دیگا حتیٰ کہ وہ ان میں سے ہو جائیگا یعنی ان کا اجر ملے گا، درحقیقتًا ابدال بن جائیگا، ہاں اس کو ان کی مصاحبت حاصل ہو گی، اور ان کے ساتھ اس کا حشر ہوگا، بعض نے ان کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ ان کے اولاد نہ ہوگی، تاکہ وُہ اس میں مشغول نہ ہو جائیں، ہاں انبیاء علیہم السلام صاحب اولاد تھے، مگر ان کی ہستی اعلیٰ و بالا ہے، ابدال اس درجہ تک کہاں پہنچ سکتے ہیں، (زرقانی)۔

مصنف۔ خاکسار کو ۲۷ رمضان المعظم ۱۳۴۸ھ ہجرت کو متصل گڑھی شاہو مولوی تاج الدین صاحب مرحوم کے عرس مبارک میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، بعد نماز ظہر صاحب زادہ عبدالرؤف صاحب عرف مبارک مرحوم گھاحب نے مواعظ حسنہ سے حاضرین متشرعین کو مستفیض فرمایا اور بتایا کہ مولانا موصوف میں علامات ابدال موجود تھیں ہاں آپ بڑے متقی صاحب علم ورع وزہد تھے اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی، طہارت کے لئے آپ نے کنواں دہ دردہ بنایا ہوا تھا، کہ کبھی چھوٹی موٹی نجاست سے نجس نہ ہو، حوض دہ دردہ قبلہ کی جانب نالی نہیں بنوائی تاکہ وضو کرتے وقت قبلہ شریف کو پشت نہ ہو، اقامت نماز سے پیشتر آپ بھی اور سب مقتدی بیٹھے رہتے حی علی الصلوٰۃ پر اٹھتے، اور قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع ہو جاتی، رمضان شریف میں کلام مجید کی کثرت خصوصاً تراویح میں کہ ہر چہار رکعت میں ایک پارہ قرآن مجید ختم ہوتا، اور پھر ترویحہ میں اسی کو بیٹھ کر دہرایا جاتا حتیٰ کہ سحری کے وقت تک نماز ختم ہوتی، سنا گیا ہے، کہ جمعۃ الوداع کو آپ پانچ نمازیں اذان واقامت سے باجماعت قضا فرماتے، داڑھی منڈوں کتروں کے آپ سخت مخالف تھے، اور ان کی اچھی خاطر کرتے تھے کوئی بدمذہب وہابی مرزائی، چکڑالوی، رافضی وغیرہ آپ کے پاس نہ بھٹکتا، مگر بغرض اصلاح ان سب کی اصلاح صوری ومعنوی فرماتے، حقہ نوشی اور رفع سبابہ کو حرام فرماتے تھے اور ایسے کام کے مرتکب کے بھی بظاہر سخت مخالف تھے، اِلّا مَا شَآءَ اللہ، اللہ تعالیٰ ان کو وسط جنت میں جگہ دے، اور ہمارا حشر بھی ایسے پاک لوگوں کے ساتھ کرے۔ آمین۔

حدیث (۸۱) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّۃً کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ یُسْتَجَابُ لَھُمْ یُرْزَقُ بِھِمْ اَھْلُ الْاَرْضِ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

ترجمہ:۔ ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مومن مردوں اور عورتوں کے لئے ہر روز ستائیس بار استغفار کرے وہ مستجاب الدعوات لوگوں سے ہو جائیگا، جن کی برکت سے اہل زمین کو روزی پہنچائی جاتی ہے (روایت کیا اس کو طبرانی نے)

ف:۔ ابن تیمیہ حنبلی نے فرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان میں لکھا ہے، کہ عدد ابدال یا نقباء یا نجباء یا اوتاد یا اقطاب کی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی جاتی، مگر یہ جرح مبہم ہے جس کا اعتبار نہیں طرفہ یہ کہ ابدال کے مقدمہ میں لکھتا ہے، وَرُوِیَ فِیْھِمْ حَدِیْثٌ اِنَّ الْاَبْدَالَ اَرْبَعُوْنَ

رَجُلاً" یعنی ان میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے، کہ ابدال چالیس ہیں، اور وہ شام میں رہتے ہیں، یہ حدیث مسند میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے، یہ حدیث منقطع ہے ثابت نہیں یہ بات معلوم ہے، کہ حضرت علی اور اُن کے ساتھی صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے ہمراہیان اہل شام سے افضل تھے، تو حضرت معاویہ کے لشکری افضل الناس ٹھیرے، نہ جناب امیر کے، ہم کہتے ہیں، کہ ابن تیمیہ نے وجہ انقطاع کی بیان نہیں کی، اور دلیل جو لکھی وہ محض لغو ہے، یہ بات کہاں سے پائی جاتی ہے، کہ امیر شام کے فوجی افضل تھے، یا خواہ مخواہ امیر شام کے لشکر میں ابدال شریک تھے، جب تک یہ امر ثابت نہ ہو حجت قائم نہیں ہوسکتی، اَلْخَبَرُ الدَّالُ عَلٰی وُجُوْدِ الْقُطْبِ وَالْاَوْتَادِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْاَبْدَالِ۔ علامہ سیوطی کا ایک رسالہ خاص ہے، علامہ موصوف نے مختلف طریقوں پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے، چنانچہ شریح بن عبید سے مروی ہے، کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا، لوگوں نے کہا، یا امیر المومنین ان لوگوں پر لعنت بھیجئے آپ نے کہا نہیں ہم نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، کہ ابدال شام میں ہیں، وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں کا کوئی شخص مرتا ہے، دوسرا شخص قائمقام کیا جاتا ہے، انہیں کے سبب سے پانی برستا ہے، دشمنوں پر فتح ہوتی ہے، اہل شام پر عذاب نہیں ہوتا، (وسیلہ جلیلہ صفحہ ۱۱۲)

ابن جوزی کا زعم ہے، کہ احادیث ابدال سب موضوع ہیں، مگر امام جلال الدین سیوطی شافعی نے اس سے منازعہ کیا، اور کہا، کہ خَبَرُ الْاَبْدَالِ صَحِیْحٌ ابدال کی حدیث صحیح ہے، بلکہ حد تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہے، ذہبی بھی ابن جوزی کے ساتھ ہیں، اور سخاوی حدیث شریح کو سب سے احسن بتلاتے ہیں، سیوطی کہتے ہیں کہ احمد وطبرانی اور حاکم نے دس سے زائد طریقوں سے روایت کیا ہے، نیز سخاوی کہتے ہیں کہ حدیث کی تقویت اس سے ہوتی ہے، جو بین الائمہ مشہور ہے، کہ امام شافعی ابدال سے تھے، امام بخاری اور دوسرے حفاظ ونقاد وغیرہم کا قول ہے، کہ امام شافعی وغیرہ ابدال سے تھے، اور کہتے ہیں۔ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ یَوْمًا اِلَّا وَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ رَجُلٌ مِّنَ الْاَبْدَالِ وَلَا یَطْلَعُ الْفَجْرُ مِنْ لَیْلَۃٍ اِلَّا وَیَطُوْفُ بِہٖ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَوْتَادِ وَاِذَا انْقَطَعَ ذٰلِکَ کَانَ سَبَبَ رَفْعِہٖ مِنَ الْاَرْضِ۔ یعنی ہر روز وشب میں ایک ابدال اور اوتاد ضرور کعبہ شریف کا طواف کرتا ہے، جب سلسلہ منقطع ہوگا، تو کعبہ شریف کو زمین سے اُٹھا لیا جائیگا۔ (زرقانی صفحہ ۱۰۰ جلد خامس) حضرت مخدوم علی جلالی ہجویری غزنوی ثم لاہوری حنفی جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے پیر کے حکم سے غزنی سے خواجہ حسین زنجانی قطب لاہور کے قائمقام ہوکر آئے، حالانکہ

وہ اس وقت زندہ تھے، آپ کی تشریف آوری کی رات ان کا انتقال ہوگیا، اور صبح ان کے جنازہ میں شامل ہوئے، قیام لاہور میں آپ نے ایک مسجد بنوائی، مگر بنیاد محراب مسجد بہ نسبت دیگر مساجد مائل بجنوب تھی، علمائے وقت نے اس پر اعتراض کیا، آپ خاموش رہے، اور ایک روز علمائے شہر کو جمع کیا، اور خود امام ہو کر اسی مسجد میں نماز پڑھائی، اور بعد نماز حاضرین وقت کو فرمایا، کہ دیکھو کعبۃ اللہ کس طرف ہے، فی الحال حجاب سب کے درمیان سے اٹھ گیا، اور کعبہ محاذی دبرابر مسجد کے نمودار ہوا، کہ سب نے اچھی طرح آنکھوں سے دیکھا، اور آپ کی قبر بھی موافق مسجد کے سمت رکھتی ہے، شروع میں آپ کے مزار پر گنبد نہ تھا ۱۲۷۸ھ ہجری میں ایک شخص حاجی نور محمد فقیر نے تعمیر گنبد کرائی، اور مسجد قدیم بھی، دوبارہ بحسن سعی گلذار شاہ فقیر تعمیر ہوئی، آپ کا مزار مبارک بڑا متبرک و پُر فیض ملجائے خلق ہے، اور مخلوق خدا آپ کی خاک پاک سے فوائد دینی و دنیاوی حاصل کرتی ہے، چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سجزی قطب الہند وحضرت فرید الدین گنج شکر وغیرہ اولیائے کبار نے فوائد عظیم آپ کے مزار سے حاصل کئے ہیں، اور مدتوں آپ کے مزار پُر انوار پر خلوت گزیں رہے ہیں، تا حال مقام خلوت خواجہ بزرگ اندرون حریم مزار و مقام چلہ حضرت فرید بیرون خانقاہ موجود ہے، نقل ہے، کہ جب حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن بعد حصول مقاصد و عطائے خلعت قطبیت آپ کے مزار گُہر بار سے رخصت ہوئے، بوقت روانگی، روبروئے مرقد مقدس کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا، ع

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا   ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

اس روز سے آپ کا نام مخدوم سخی گنج بخش مشہور ہوگیا۔

خاکسار کاتب الحروف کو بھی خداوند تعالیٰ نے آپ کی دعا و برکت سے فرزند ارجمند عبدالرشید مولوی فاضل عطا فرمایا، خداوند تعالیٰ اس کو پابند شریعت عالم عامل خادم اہل اسلام روشن کنندہ اسمار آباؤ اجداد بنادے، اور اُس کے معصوم بھائی عبدالمجید کو عمر طبعی عطا فرما کر اس کا قوت بازو بنادے، اور آپس میں دونوں کو نیک کاموں میں شریک کرے آمین وبہ نستعین

قدیمی مسجد کو ۱۳۴۰ھ ہجری میں دوبارہ مسمی غلام رسول تار مرحوم نے بہت وسیع پیمانہ پر تعمیر کیا متوفی ۱۱ رجب ۱۳۴۶ھ پہلی مسجد کے محراب کی جگہ کو سنگ مرمر لگا کر دکھایا گیا ہے، اور اس کے ساتھ لیک اور چھوٹا سنگ مرمر ہے، جو کسی گورنر کی قبر کا نشان بتایا جاتا ہے تواریخ مولانا معین القضاۃ لکھنوی مرحوم اور اقبال صاحب کی دروازہ پر کندہ ہیں اور غالباً ۱۳۵۱ھ ہجری کو مزار پُر انوار کے ارد گرد زریں دیوار کے ساتھ لاہور ساندہ

امرتسر، بیگم کوٹ کے زن و مرد نے سنگ مرمر کے پتھر لگوائے، اور شمال کی جانب وسیع حجرے تعمیر کئے گئے، آپ کی تاریخ وفات بقول سفینۃ الاولیاء ۴۶۴ھ یا ۴۶۶ھ و بقول نفحات و اخبار الاصفیاء ۴۶۵ھ ہجری ہے، آپ اپنی کتاب کشف المحجوب مطبوعہ لاہور فارسی کے صفحہ ۱۵۸ اور اردو کے صفحہ ۲۶۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے اہل حل و عقد اور درگاہ حق کے سپاہی ۳۰۰ ہیں جن کو **اخیار** کہتے ہیں، اور ۴۰ کو **ابدال** اور سات کو **ابرار** اور چار کو **اوتاد** اور تین کو **نقباء** اور ایک کو **قطب** اور **غوث** کہتے ہیں، اور یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور آپس میں اذن لینے کے لئے ایک دوسرے کے محتاج ہیں، اس پر اخبار مرویہ ناطق ہیں۔ اور **اہل سنت والجماعت اس کی صحت پر متفق ہیں** ۔ محدث دمیاطی فرماتے ہیں - *

مصنف بحر المعانی سید محمد جعفر مکی حسینی متوفی ۸۹۱ھ از اعاظم خلفائے نصیر الدین محمود خلیفہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ میں نے سب سے ملاقات کی اور ان سے انعامات حاصل کئے اور ان کے مقامات کو بھی مشاہدہ کیا۔ (اخبار الاخیار ص ۱۳۴ مجتبائی ۱۳۳۹ھ و خزینۃ الاصفیاء ص ۲۹۴)

صاحب فتوحات مکی محی الدین ابن عربی جو ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ بروز شنبہ مرسیہ میں پیدا ہوئے اور ۲۸ ربیع الاول ۶۳۸ھ بروز پنجشنبہ دمشق میں فوت ہوکر قاسیون میں دفن ہوئے ابدال کا حال و اپنی ملاقات کی تشریح فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم عمری دہلوی، خطہ ہند میں استاذ الاساتذہ اور امام جہابذہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف خاتم المفسرین و محدثین تھے، ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا تاریخی نام "غلام حلیم" ہے، ۹۰ سال کی عمر میں ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی، اور دہلی کے ترکمان دروازہ کے باہر اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہیں، تاریخ وفات "شیخ پیشوائے" ہے آپ نے اپنی کتاب بستان المحدثین کے صفحہ ۱۴۰ میں شیخ احمد بن زروق مغربی رحمۃ اللہ علیہ استاذ امام شمس الدین لقانی .... اور امام شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری کی بڑی تعریف و اوصاف لکھی کہ وہ **ابدال سبع** (سات ابدال) اور محققین صوفیہ میں سے ہیں شریعت و حقیقت کے جامع ہیں آپ کے شاگرد فخریہ کہتے ہیں، کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم عارف کے شاگرد ہیں علاوہ ازیں یہ بھی لکھا، کہ "احمد زروق بالجملہ مرد جلیل القدر ست ، کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر ست"

آپ کا ایک قصیدہ بطرز قصیدہ جیلانیہ ہے جس کے دو بیت یہ ہیں ؎

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ ۔۔۔ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَتِهِ

میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں ۔۔۔ جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے

وَإِنْ كُنْتَ فِي ضِيقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ   فَنَادِ بِيَا زَرُّوقُ آتِ بِسُرْعَةِ

اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو   تو یوں ندا کر یا زروق میں فوراً موجود ہونگا

حضرت شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی کے مرید و خلیفہ اعظم اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھی مشرف ہوئے، مذہب شافعی رکھتے تھے، مناقب غوثیہ شیخ محمد صادق شیبانی میں ہے، کہ آپ کے والد ماجد محمد عبداللہ صاحب کی اولاد نہیں تھی، اُنہوں نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے طلب دعا فرزند کی، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بہ عطائے فرزند حق تعالیٰ سے اُن کو بشارت دی، اور اُسی شب حمل ہوا، نو ماہ کے بعد دختر تولد ہوئی اس کو بحضور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ پیش کیا، آپ نے فرمایا یہ دختر نہیں پسر ہے، اور اس پسر کو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے نام سے ہم نے نامزد کیا، بڑی عمر کا ہوگا، لیکن موئے ابرو وہر دو پستان اس لڑکے کے بہت دراز ہونگے، اور زمرہ اولیاء میں اعلیٰ ہوگا، جب اُنہوں نے دیکھا، تو واقعی لڑکا تھا، خدا کا شکر بجالا کر بخوشی گھر واپس ہوئے، آپ بعمر ۱۶ سال علوم صرف و نحو و منطق و معانی و فقہ و حدیث میں فاضل کامل ہوگئے، ابھی علم کلام کا اتنا شوق تھا، کہ شب و روز اس کی تحصیل میں مستغرق رہتے، آپ کے والد نے ہرچند منع کیا، کہ یہ علم چھوڑ کر علم طریقت حاصل کرو مگر کچھ اثر نہ ہوا، چنانچہ آپ کو حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے جا کر عرض حال کیا، آپ نے شیخ موصوف کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا، کہ بتاؤ علم کلام کی کون کون سی کتاب پڑھی ہے، بجرد ہاتھ پھیرنے کے سب علم کلام فراموش ہوگیا، کتابوں کے نام تک یاد نہ رہے، ناچار خاموش ہوئے، حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر فرمایا، کہ ہم نے علم کلام کو تمہارے سینے سے محو کر کے علم معرفت حق دیدیا، اس روز سے آپ علوم ظاہری سے دست بردار ہو کر بدل و جان تحصیل علم باطنی میں مشغول ہوگئے، آپ نے دیگر مشائخ عظام سے بھی استفادہ و استفاضہ کیا ہے اور ابدال و اوتاد کے ساتھ بھی جنگلوں میں ہم صحبت رہے بارہا آپ کے پاس خضر علیہ السلام تشریف لاتے اور رموز علوم باطن و طریقت سے بہرہ اندوز کرتے آپ کی ولادت بقول مخبر الواصلین ۵۴۲ھ اور وفات ۶۳۲ھ

ف شارح صحیح بخاری کے استاذ جن کی تعریف میں شاہ صاحب دہلوی رطب اللسان ہیں، مذاغیانہ کی تعلیم مشکلات کے حل کے لئے بتاتے ہیں فافہم ۔ منہ سلمہ ربہٗ وحفظہ من جمیع الآفات والعاہات ۱۲ ۔